قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 17/ اکتوبر 2022ء | 20/ ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 17/ اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:224

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب:56)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت مصلح موعودؓ کا درود پڑھنے کا طریق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک درود کا انداز مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ گو ہم میں سے بعض اس کے قریب قریب پڑھتے ہیں لیکن یہ ایسا انداز ہے جو میں آپ کے سامنے بھی رکھنا چاہتا ہوں جس سے درود کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتی محبّت میں ایک نئے رنگ میں اضافہ ہوتا ہے اور جماعتی ترقی کے لئے بھی دعا کا ادراک پیدا ہوتا ہے۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ: ’’جب ہم دوسرے کے لئے دعا کرتے ہیں تو یہ دعا ایک رنگ میں ہمارے لئے بھی بلندی درجات کا موجب بنتی ہے چنانچہ ہم جب درود پڑھتے ہیں تو اس کے نتیجے میں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بلند ہوتے ہیں وہاں ہمارے درجات میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اُن کو انعام مل کر پھر اُن کے واسطے سے ہم تک پہنچتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے چھلنی میں کوئی چیز ڈالو تو وہ اس میں سے نکل کر نیچے جو کپڑا پڑا ہو اس میں بھی آ گرتی ہے۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے اس اُمّت کے لئے بطور چھلنی بنایا ہے۔ پہلے خدا اُن کو اپنی برکات سے حصہ دیتا ہے اور پھر وہ برکات ان کے توسّط اور ان کے طفیل سے ہمیں ملتی ہیں۔ جب ہم درود پڑھتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کو بلند فرماتا ہے تو لازماً خدا تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی بتاتا ہے کہ بقیہ صفحہ 16 پر

اس شمارہ میں

- پیشگوئی زلزلۂ عظیمہ (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ امریکہ 2022ء
- قائد اعظم محمد علی جناح
- راشد جاوید مرحوم کا ذکر خیر

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس رضی للہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! قیامت کے روز اس دن کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہو گا جو دنیا میں مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔فرمایا کہ میرے لیے تو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا یہ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثواب پانے کا موقع بخشا ہے کہ تم درود بھیجو۔

(ماخوذ از کنز العمال جز اول صفحہ 254 کتاب الاذکار قسم الاقوال حدیث نمبر 2225 دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

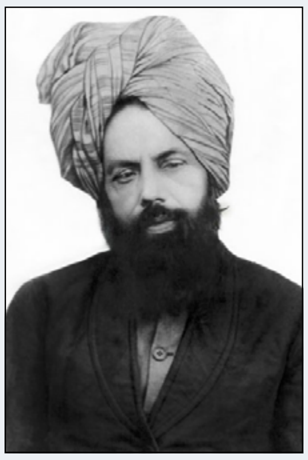

- درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ جو الفاظ ایک پرہیز گار کے منہ سے نکلتے ہیں ان میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہیے کہ جو پرہیز گاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا ورد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہیے اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثّر کی پیدا ہو جائے اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جاوے۔

(مکتوبات جلد اول صفحہ 526 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 13)

- آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لیے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہیے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں۔۔۔اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لیے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 24-25 قدیم ایڈیشن مکتوب بنام میر عباس علی شاہ)

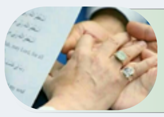

دربارِ خلافت

میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں

(حضرت مصلح موعودؓ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات: 57) جو اِس اصل غرض کو مدِنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنا لوں، فلاں جائداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اُس کے نزدیک وہ ایک قابلِ قدر شئے ہو جائے گا۔ اگر یہ درد اُس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اُس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جائے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 222)

پھر فرمایا:

’’افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں، بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدّنظر رکھیں، وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اُس کی عزّتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 137)

پس یہ وسعت ہے، یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے جو فرمایا کہ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات: 57) کہ ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مدّنظر رکھنا ہی اصل عبادت ہے اور اصل عبادت وہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کے احکامات سامنے ہوں۔ دنیا بھی کمانی ہے تو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے ساتھ، نہ یہ کہ ہر وقت دنیا کا حصول ہی پیشِ نظر رہے اور پھر اس کے لئے غلط ہتھکنڈے سچ، جھوٹ، دھوکہ، فریب سے جس طرح بھی ہو کام لیا جائے اور خدا تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا جائے۔ عبادت کا حق صرف نمازیں پڑھنے سے ادا نہیں ہوتا۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اس پر روشنی ڈالی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کے باقی احکامات کی ادائیگی سامنے رکھتے ہوئے اُن پر عمل نہ ہو تو نمازیں بھی کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ مثلاً اگر انسان کے ہر معاملے میں سچائی نہیں تو عبادت کرنا اور مسجد میں آ کر نمازیں پڑھنا، عبادت کرنے والوں میں شمار نہیں کروائے گا۔ اسی طرح کینہ ہے، حسد ہے، بُغض ہے اور بہت سی برائیاں ہیں۔ یہ عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں۔ پس ایک حقیقی عابد اُسی وقت عابد کہلا سکتا ہے جب ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا مدّنظر ہو اور اپنے دنیاوی فوائد کوئی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔ اس مضمون کو مَیں اکثر بیان کر کے توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ آج اس مضمون کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق تھا کہ واقعات کے ساتھ مضمون کو بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان سے بعض پہلوؤں کی عملی شکل ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ بہرحال خاص طور پر واقعات مَیں بھی وہی بیان کروں گا۔ شاید مختصر ہو جائیں۔ اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کو آگے چلاؤں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے بارے میں اُن کا ایک ارشاد بھی آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ نئی نسل اور آنے والوں کے علم میں اس لحاظ سے بھی اضافہ ہو۔ 1936ء کی شوریٰ کے موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

’’ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرواتا ہے اور پھر اُسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں‘‘، (یعنی اُن کی) ’’یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا، بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اُسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء صفحہ 17 بحوالہ سوانح فضل عمرؓ جلد 4 صفحہ 508 ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

(خطبہ جمعہ 29/ نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

پیشگوئی زلزلۂ عظیمہ

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحیءِ حق نے اُس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سر رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اِس سَیل سے
حِیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

(درثمین صفحہ 45)

دعا کا تحفہ

رکوع کے بعد قیام کی دُعا

حضرت ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر یہ دُعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الۡحَمۡدُ مِلۡءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلۡءُ الۡاَرۡضِ وَمِلۡءُ مَاشِئۡتَ مِنۡ شَیۡءٍ بَعۡدُ اَھۡلَ الثَّنَاءِ وَالۡمَجۡدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الۡعَبۡدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبۡدٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعۡطَیۡتَ وَلَا مُعۡطِیَ لِمَا مَنَعۡتَ وَلَا یَنۡفَعُ ذَاالۡجَدِّ مِنۡكَ الۡجَدُّ

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:-اے اللہ! ہمارے پروردگار! سب تعریفیں تجھے حاصل ہیں۔(اتنی زیادہ تعریفیں) جن سے زمین بھی بھر جائے اور آسمان بھی اور ان کے بعد جو چیزیں تو چاہے وہ بھی (اس حمد سے) بھر جائیں۔ اے تعریف اور بزرگی والے! بندہ تیری جتنی بھی تعریف کرے تو اس کا حق دار ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ! جو چیز تو عطا کرے اُسے کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جسے تو روک دے وہ کوئی عطا نہیں کرسکتا اور کسی بزرگی والے کو تیرے مقابلہ پر اُس کی بزرگی چنداں نفع نہیں دے سکتی۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 61)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14/ اکتوبر 2022ء بمقام مسجد بیت الرحمٰن اسپرنگ فیلڈ، میری لینڈ/امریکہ

پس آج احمدیوں کا ایمان، اللہ تعالیٰ سے تعلق اور دعائیں دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہیں، دنیا کی ہمدردی دل میں پیدا کر کے دعا کریں، اپنے اپنے دائرہ میں دنیا کو سمجھائیں کہ اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ نہیں دی تو یہ خوبصورت دنیا وِیرانیوں میں بدل سکتی ہے، پس ہر احمدی اِس سوچ کے ساتھ اپنے فرض ادا کرنے کی کوشش کرے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ کا آپ، جماعت احمدیہ اور یہاں اِس ملک میں آنے والوں پر یہ بڑا اِحسان ہے کہ اُس نے آپ کو اِس ترقی یافتہ ملک میں آنے کی توفیق عطاء فرمائی اور خاص طور پر گزشتہ چند سالوں میں پاکستان سے بہت سے احمدی یہاں آئے اور ابھی بھی آ رہے ہیں۔ وہ پاکستان سے اِس لئے ہجرت کر کے آئے کہ وہاں احمدیوں کے حالات سخت سے سخت تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اِس وجہ سے وہاں رہنا مشکل ہو گیا تھا، اِس لحاظ سے احمدیوں کو اِن حکومتوں کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے بہت سے مظلوم احمدیوں کو یہاں رہنے کی جگہ دی۔

لیکن سب سے بڑا اِحسان جو اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر کیا ہے

وہ یہ ہے کہ اُس نے ہمیں زمانہ کے امام اور آنحضرت صل اللہ علیہ و سلم کے عاشق صادقؑ کو ماننے کی توفیق عطاء فرمائی ہے، پس اِس کے لئے ہم خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر اَدا کریں وہ کم ہے اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری یہ ہے کہ ہم اُس کے حکموں پر چلیں، اُس کی عبادت اور اُس کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے بنیں گے۔

کیونکہ اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ ہی وہ رہنما ہیں

جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہؐ کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی حقیقی تعلیم پر ہمیں چلانا ہے، پس اِس بات کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ اب حقیقی اسلام کی تعلیم ہمیں آپؑ کے ذریعہ سے ہی مِل سکتی ہے کیونکہ آپؑ ہی وہ شخص ہیں جن کو اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم و معارف اور اسلام کا حقیقی علم عطاء فرمایا ہے۔ آپؑ ہی وہ شخص ہیں جو حضرت محمد رسول اللہؐ کے حقیقی عاشق ہیں اور آپؐ کی تعلیم اور سنّت کے مطابق اپنی جماعت کی تربیت کرنا چاہتے ہیں۔

پس ہمیں حقیقی مسلمان بننے کے لئے اب آپؑ کی طرف ہی دیکھنا ہو گا

اور آپؑ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہو گا، اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہو گا، آپؑ کی بعثت پر ایمان اور یقین کامل کرنا ہو گا، آپؑ کو حکم و عدل ماننا ہو گا، اِس یقین پر قائم ہونا ہو گا کہ اب آپؑ کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر ہی انسان اسلام کی حقیقی تعلیم پر چل سکتا ہے۔ چنانچہ آپؑ اپنے پر کامل یقین اور ایمان پر قائم ہونے کی نصیحت کرتے ہوئے، اپنی بیعت کرنے والوں کو فرماتے ہیں: جو شخص ایمان لاتا ہے اُسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہئے نہ یہ کہ پھر وہ ظن میں گرفتار ہو، یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا۔۔۔ اب تم خود سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی اور مجھے مسیح موعود، حَکَم و عدل مانا ہے تو اِس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔۔۔ جن لوگوں نے میرا اِنکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اَور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔

تا قیامت جاری رہنے والا نظام خلافت احمدیہ

آپؑ نے ہی اپنے بعد خلافت کے جاری رہنے کی اطلاع دی تھی اور صرف آپؑ نے ہی نہیں بلکہ آنحضرتؐ نے مسیح و مہدی کے آنے کے ساتھ خلافت کے تا قیامت جاری رہنے کی خبر دی تھی اور خلافت احمدیہ آپؑ کے طریق کو ہی جاری رکھنے والا نظام ہے، اُس حَکَم و عدل کے فیصلوں کو ہی جاری رکھنے والا نظام ہے۔ اپنے عہد میں ہر احمدی خلافت سے بھی وابستگی اور اطاعت کا عہد کرتا ہے، پس اِس لحاظ سے خلافت کے ساتھ وابستگی اور اطاعت کے عہد کو نبھانا بھی ہر احمدی کا فرض ہے ورنہ بیعت اَدھوری ہے۔ پس اِس لحاظ سے بھی اپنے ایمان اور یقین کو بڑھانے کی ہر احمدی کو ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

قرآن کریم کو کثرت سے پڑھو

پھر جماعت کو قرآن کریم کو غور سے پڑھنے اور اُسے سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔ مَیں بار بار اِس امر کی طرف اُن لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اِس سلسلہ کو کشف حقائق کے لئے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اِس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اِس کام کے لئے مامور کیا ہے، اِس لئے قرآن کریم کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر پڑھو۔

پس ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں

اِس دنیا کی مصروفیات میں ڈوب کر کہیں ہم اپنے بیعت کے مقصد کو بھول تو نہیں رہے۔ آپؑ تو فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے علوم و معارف اور احکامات کو سمجھانے اور اِن پر عمل کروانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے اور جو میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں اِس اہمیت کو سمجھیں اور قرآن کریم کے علوم و معارف پر غور کریں، اُس کے معانی اور تفسیر کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپؑ کے روحانی خزانہ اور دیئے ہوئے لٹریچر کو بھی ہم سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ آپؑ نے فرمایا! قرآن کریم کوئی قصے کہانیاں نہیں بلکہ ضابطۂ حیات، ایک لائحہ عمل ہے جس پر عمل کرنا ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ اگر ہم اِن ملکوں میں آ کر اپنے مقصد کو بھول گئے اور دنیا کی مصروفیات میں ہی غرق ہو گئے، اپنے گھروں کے ماحول کو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کی تو ہماری اولادیں اور نسلیں دین سے دُور ہوتی جائیں گی اور یہ شکر گزاری کی بجائے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی نفی کرنے والی بات ہو گی۔

مبارک وہی ہیں جو اِس سے فائدہ اٹھاتے ہیں

آپؑ فرماتے ہیں: مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے، مبارک وہی ہیں جو اِس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اِس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم منکروں کی نسبت قریب تر باسعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اِس چشمہ کے قریب آ پہنچے ہو جو اِس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے، ہاں! پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدُوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

بہت خوفناک تباہی کے بادل ہمارے اوپر منڈلا رہے ہیں

حضور انور نے ارشاد فرمایا! آجکل دنیا کے جو حالات ہیں اُن سے ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت خوفناک تباہی کے بادل ہمارے اوپر منڈلا رہے ہیں، امریکہ کے صدر نے کل ہی یہ بیان دیا تھا کہ اگر روس کے صدر نے ایٹمی ہتھیار کا استعمال کیا تو پھر اِس کے جواب میں دوسری طرف سے بھی ردعمل ہو گا اور پھر جو تباہی ہو گی وہ دنیا کے خاتمہ پر منتج ہو گی۔ پس اِن ملکوں میں رہنے والے یہ نہ سمجھیں اور خیال کریں کہ یہاں ہجرت کر کے آئیں اور ہم یہاں محفوظ ہیں، کوئی بھی کسی جگہ بھی محفوظ نہیں۔ اِن بڑی طاقتوں کے لیڈروں کے جب دماغ اُلٹتے ہیں تو پھر یہ کچھ نہیں دیکھتے۔

پس اِن حالات میں احمدیوں کا یہ کام ہے کہ دعا سے کام لیں

اپنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ نیک لوگوں، اپنے خالص بندوں کی خاطر اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی بچا لیتا اور یہی اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن کریم سے ہمیں پتا چلتا ہے۔ اِس زُعم میں کسی کو نہیں رہنا چاہئے کہ یہاں آ کر ہم، ہمارے بچوں کے مستقبل محفوظ ہو گئے ہیں۔ نہیں! بلکہ بہت خطرناک دَور سے ہم گزر رہے ہیں، اگر ایسے حالات میں کوئی بچا سکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس خود بھی اِس کے آگے جھکیں، اپنی نسلوں کو بھی اُس کے آگے جھکنے والا بنائیں تا کہ اپنے آپ اور اپنی نسلوں کو بھی محفوظ کر سکیں۔ اِس دنیا نے ہمیں نہیں بچانا اور نہ ہی ہمارا اَور ہماری نسلوں کا مستقبل محفوظ کرنا ہے بلکہ ہم اگر ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کے کلمہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں اور نیک اعمال کی وجہ سے دنیا کو بچا لے گا۔ پس آجکل کے حالات میں اِس حوالہ سے بھی بہت دعائیں کریں، اِس سے پہلے کہ دنیا کے حالات انتہاء سے زیادہ بگڑ جائیں۔

جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر ہم ایک روحانی باپ کی اولاد بن گئے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جماعت کو خاص کر فرمائی گئی نصائح بابت اظہار اعلیٰ اخلاق و دِینی غیرت نیز بیعت کے بعد آپس میں اخوت و محبت پیدا کرنے کے تناظر میں حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! یہ اللہ تعالیٰ کا مختلف قوموں اور رنگ و نسل کے لوگوں پر احسان ہے کہ اُس نے اُنہیں آنحضرتؐ کے غلام صادقؑ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطاء فرمائی اور ایک قوم بنا دیا ہے، آپؑ نے اِس طرف توجہ دلائی کہ تم آپس میں بھائی ہو، گو باپ جُدا جُدا ہیں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ پس قطع نظر اِس کے کہ ہم کس نسل کے ہیں، سفید فام یا افریقن امریکن یا پاکستانی یا ہندوستانی یا ہسپانوی، جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر ہم ایک روحانی باپ کی اولاد بن گئے ہیں اور کسی کو دوسرے پر نسل، قوم اور رنگ کی وجہ سے برتری حاصل نہیں ہے کیونکہ ہمارا رُوحانی باپ ایک ہی ہے اور یہی اعلان اپنے آخری خطبہ میں آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ پس جب ہم اِس بات کو سمجھ اور ایک ہو کر کام کریں اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں گے تو ترقیات سے اللہ تعالیٰ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ہمیں نوازتا رہے گا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23/ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

مکرم سمیع اللہ سیال صاحب وکیل زراعت تحریکِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

**’’ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم کو بہت حکم دیئے
مگر میں نے تم سے مخلص ترین لوگوں کے اندر بھی بعض دفعہ احتجاج کی روح دیکھی مگر ابوبکرؓ کے اندر میں نے یہ روح کبھی نہیں دیکھی۔‘‘**

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب

بیان ہو رہے تھے۔ آج بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آیت اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران:173) کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے ان میں سے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔اس کے بارے میں انہوں نے عروہ سے فرمایا کہ اے میری بہن کے بیٹے! تیرے والد حضرت زبیرؓ اور حضرت ابوبکرؓ ان میں سے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن جو تکلیف پہنچی وہ پہنچی اور مشرکین چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ واپس آئیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ان کے پیچھے کون جائے گا تو اُن میں سے ستّر آدمیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔عروہ کہتے تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا للّٰہ والرسول، روایت نمبر ۴۰۷۷)

ابوسفیان جب جنگِ احد کے خاتمے کے وقت درے میں تھا اور اس نے کہا آئندہ سال انہی ایام میں بدر کے مقام پر پھر جنگ کا وعدہ رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا تو ابوسفیان جلدی سے اپنے لشکر کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس سے آگے کے واقعات حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں بیان کیے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید احتیاط کے خیال سے فوراً ستر صحابہؓ کی ایک جماعت جس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے تیار کر کے لشکرِ قریش کے پیچھے روانہ کر دی۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ عام مؤرخین یوں بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ یا بعض روایات کی رُو سے حضرت سعد بن وقاصؓ کو قریش کے پیچھے بھجوایا اور ان سے فرمایا کہ اس بات کا پتہ لاؤ کہ لشکر قریش مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تو نہیں رکھتا اور آپؐ نے ان سے فرمایا اگر قریش اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو خالی چلا رہے ہوں تو سمجھنا کہ وہ مکہ کی طرف واپس جا رہے ہیں، مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو سمجھنا ان کی نیت بخیر نہیں۔ اور آپؐ نے ان کو تاکید فرمائی کہ اگر قریش کا لشکر مدینہ کا رخ کرے تو فوراً آپؐ کو اطلاع دی جاوے اور آپؐ نے بڑے جوش کی حالت میں فرمایا کہ اگر قریش نے اس وقت مدینہ پر حملہ کیا تو خدا کی قسم! ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں اس حملہ کا مزا چکھا دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے آدمی آپؐ کے ارشاد کے ماتحت گئے اور بہت جلد یہ خبر لے کر واپس آ گئے کہ قریش کا لشکر مکہ کی طرف جا رہا ہے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 499-500)

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمن کی طرف چلیں۔ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ انہوں نے یعنی حضرت انسؓ نے کہا کہ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے کہا کہ آپؓ کیوں روتی ہیں؟ جو بھی اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسولؐ کے لیے بہتر ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ مجھے معلوم ہے کہ جو بھی اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسولؐ کے لیے بہتر ہے لیکن میں اس لیے روتی ہوں کہ اب وحی آسمان سے منقطع ہوگئی ہے۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اُمّ ایمن نے ان دونوں کو بھی رُلا دیا۔ وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۶۳۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم نے کہا تُو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا سچا ہے اور انہوں نے اپنی جان و مال سے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبیؐ لوکنت متخذا خلیلا حدیث ۳۶۶۱)

حضرت مصلح موعودؓ اس بات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صرف ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ایسے تھے جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ

تم میں سے ہر ایک نے میرا انکار کیا

مگر ابوبکر ایسا تھا جس میں مَیں نے کوئی کجی نہیں دیکھی۔‘‘

(خطبات محمود جلد 26 صفحہ 277-278)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو رہا تھا اور ابوجندل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کی شرائط کے مطابق واپس کر دیا تو اس وقت صحابہؓ بہت جوش میں تھے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’مسلمان یہ نظارہ دیکھ رہے تھے اور مذہبی غیرت سے ان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا مگر رسول اللہؐ کے سامنے سہم کر خاموش تھے۔ آخر حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور کانپتی ہوئی آواز میں فرمایا کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ہوں۔عمرؓ نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔عمرؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں برداشت کریں؟ آپؐ نے حضرت عمرؓ کی حالت کو دیکھ کر مختصر الفاظ میں فرمایا۔ دیکھو عمر! میں خدا کا رسول ہوں اور میں خدا کے منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ مگر حضرت عمرؓ کی طبیعت کا تلاطم لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا تھا۔ کہنے لگے کیا آپؐ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے ضرور کہا تھا مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہوگا؟ عمرؓ نے کہا کہ نہیں ایسا تو نہیں کہا۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر انتظار کرو تم ان شاء اللہ ضرور مکہ میں داخل ہوگے اور کعبہ کا طواف کروگے۔ مگر اس جوش کے عالم میں حضرت عمرؓ کی تسلی نہ ہوئی لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص رعب تھا اس لئے حضرت عمرؓ وہاں سے ہٹ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بھی اسی قسم کی جوش کی باتیں کیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اسی قسم کے جواب دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے مگر ساتھ ہی

حضرت ابوبکرؓ نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا دیکھو عمر! سنبھل کر رہو اور رسولِ خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ خدا کی قسم! یہ شخص جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے بہر حال سچا ہے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں اپنے جوش میں یہ ساری باتیں کہہ تو گیا مگر بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کے لئے بہت سے نفلی اعمال بجالایا یعنی صدقے کئے، روزے رکھے، نفلی نمازیں پڑھیں اور غلام آزاد کئے تا کہ میری اس کمزوری کا داغ دھل جائے۔‘‘
(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 767-768)

اس واقعہ کا تذکرہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم کو بہت حکم دیئے مگر

میں نے تم سے مخلص ترین لوگوں کے اندر بھی بعض دفعہ احتجاج کی روح دیکھی مگر ابوبکرؓ کے اندر میں نے یہ روح کبھی نہیں دیکھی۔

چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا انسان بھی گھبرا گیا اور وہ اسی گھبراہٹ کی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ کیا ہمارے ساتھ خدا کا یہ وعدہ نہیں تھا کہ ہم عمرہ کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں خدا کا وعدہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا خدا کا ہمارے ساتھ یہ وعدہ نہیں تھا کہ وہ ہماری تائید اور نصرت کرے گا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں تھا۔ انہوں نے کہا تو پھر کیا ہم نے عمرہ کیا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا عمر! خدا نے کب کہا تھا کہ ہم اسی سال عمرہ کریں گے؟ پھر انہوں نے کہا کہ کیا ہم کو فتح و نصرت حاصل ہوئی؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ خدا اور اس کا رسول فتح و نصرت کے معنے ہم سے بہتر جانتے ہیں

مگر عمرؓ کی اس جواب سے تسلی نہ ہوئی اور وہ اسی گھبراہٹ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا خدا کا ہم سے یہ وعدہ نہ تھا کہ ہم مکہ میں طواف کرتے ہوئے داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا ہم خدا کی جماعت نہیں اور کیا خدا کا ہمارے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ نہیں تھا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تو یا رسول اللہؐ! کیا ہم نے عمرہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے کب کہا تھا کہ ہم اسی سال عمرہ کریں گے۔ یہ تو میرا خیال تھا کہ اس سال عمرہ ہو گا۔ خدا نے تو کوئی تعیین نہیں کی تھی۔ انہوں نے کہا تو پھر فتح و نصرت کے وعدہ کے کیا معنی ہوئے؟ آپؐ نے فرمایا نصرت خدا کی ضرور آئے گی اور جو وعدہ اس نے کیا ہے وہ بہر حال پورا ہو گا۔ گویا جو جواب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا وہی جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا۔‘‘
(خطبات محمود جلد 20 صفحہ 382)

دونوں روایتوں میں صرف فرق یہ ہے کہ ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور حضرت مصلح موعودؓ نے جو بیان فرمایا ہے بات وہی ہے لیکن یہ ہے کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ ایک آدمی مسلمانوں میں سے تھا اور ایک آدمی یہود میں سے تھا۔ مسلمان نے کہا اس کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی تو یہودی نے کہا اس کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر تھپڑ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپؐ کو بتایا جو اس کے اور مسلمان کے درمیان معاملہ ہوا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے آپ کو بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ پر مجھے فضیلت نہ دو۔ (صحیح البخاری کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومة بین المسلم والیہود، حدیث نمبر ۲۴۱۱)

اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ جس مسلمان نے یہودی کو تھپڑ مارا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۳۵۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء) یہ بخاری کی روایت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس طرح فرمایا ہے کہ ’’آپؐ غیر مذاہب والوں کے احساسات کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کسی یہودی نے کہہ دیا کہ مجھے موسیٰؑ کی قسم جسے خدا نے سب نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اسے تھپڑ مار دیا۔ جب اس واقعہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ جیسے انسان کو زجر کی۔‘‘ ڈانٹا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’غور کرو مسلمانوں کی حکومت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰؑ کو ایک یہودی فضیلت دیتا ہے اور ایسی طرز سے کلام کرتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جیسے نرم دل انسان کو بھی غصہ آ جاتا ہے اور آپ اسے طمانچہ مار بیٹھتے ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ڈانٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اسے حق ہے کہ جو چاہے عقیدہ رکھے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 531) اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو وہ بول سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرؓ کے عشق و محبت کا ذکر

کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشقیہ تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہونے کے لئے مکہ سے نکلے تو اس وقت بھی آپ کا تعلق عاشقانہ تھا اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو اس وقت بھی تعلق عاشقانہ تھا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ﴿۲﴾ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ﴿۳﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۴﴾ کی وحی قرآنی نازل ہوئی جس میں مخفی طور پر آپؐ کی وفات کی خبر تھی تو آپؐ نے خطبہ پڑھا اور اس میں اس سورت کے نزول کا ذکر فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اپنی رفاقت اور دنیوی ترقیات میں سے ایک کے انتخاب کی اجازت دی اور اس نے اللہ تعالیٰ رفاقت کو ترجیح دی۔ اس سورت کو سن کر سب صحابہؓ کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے اور سب اللہ تعالیٰ کی تکبیر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ الحمد للہ! اب یہ دن آ رہا ہے مگر جس وقت باقی سب لوگ خوش تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چیخیں نکل گئیں اور آپؓ بے تاب ہو کر رو پڑے اور آپؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ پر ہمارے ماں باپ اور بیوی بچے سب قربان ہوں۔ آپؐ کے لئے ہم ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

گویا جس طرح کسی عزیز کے بیمار ہونے پر بکرا ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اور اپنے سب عزیزوں کی قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیش کی۔

آپؓ کے رونے کو دیکھ کر اور اس بات کو سن کر بعض صحابہؓ نے کہا دیکھو! اس بڈھے کو کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ رفاقت کو پسند کرے یا دنیوی ترقی کو۔ اور اس نے رفاقت کو پسند کیا۔ یہ کیوں رو رہا ہے؟ اس جگہ جو اسلام کی فتوحات کا وعدہ پیش کیا جا رہا ہے حتّٰی کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے بھی اس کا اظہار حیرت کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اس استعجاب کو محسوس کیا اور حضرت ابوبکرؓ کی بیتابی کو دیکھا اور آپ کی تسلی کے لئے فرمایا کہ ابوبکرؓ مجھے اتنے محبوب ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بنانا جائز ہوتا تو میں ان کو خلیل بناتا‘‘ پھر آگے فرمایا ’’مگر اب بھی یہ میرے دوست اور صحابی ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ آج سے سب لوگوں کے گھروں کی کھڑکیاں جو مسجد میں کھلتی ہیں بند کر دی جائیں سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے اور اس طرح آپ کے عشق کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داد دی کیونکہ یہ عشق کامل تھا جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیا کہ اس فتح و نصرت کی خبر کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے اور آپؓ نے اپنی اور اپنے سب عزیزوں کی جان کا فدیہ پیش کیا کہ ہم مر جائیں مگر آپؐ زندہ رہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی حضرت ابوبکرؓ نے

اعلیٰ نمونہ عشق کا دکھایا۔غرض حضرت ابو بکرؓ نے غارِ ثور میں اپنی جان کے لئے گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیااور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص طور پر تسلی دی۔‘‘(خطبات محمود جلد 16صفحہ 814-815 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 18 اکتوبر 1935ء)ہر مقام پر جہاں بھی اظہار کیا وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کی کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ یہ تکرار بڑھ گئی۔حضرت عمرؓ کی طبیعت تیز تھی۔ اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے مناسب سمجھا کہ وہ اس جگہ سے چلے جائیں تا کہ جھگڑا خواہ مخواہ زیادہ نہ ہو جائے۔حضرت ابو بکرؓ نے جانے کی کوشش کی تو حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر حضرت ابو بکرؓ کا کرتہ پکڑ لیا کہ میری بات کا جواب دے کر جاؤ۔ جب حضرت ابو بکرؓ اس کو چھڑا کر جانے لگے تو آپ کا کرتہ پھٹ گیا۔آپ وہاں سے اپنے گھر کو چلے آئے لیکن حضرت عمرؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے تا کہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا عذر پیش کرسکوں لیکن راستے میں حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔حضرت عمرؓ یہی سمجھے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی سیدھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا تو حضرت ابو بکرؓ موجود نہ تھے لیکن چونکہ ان کے دل میں ندامت پیدا ہو چکی تھی اس لئے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں ابو بکرؓ سے سختی سے پیش آیا ہوں۔حضرت ابو بکرؓ کا کوئی قصور نہیں میرا ہی قصور ہے۔ جب حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ کو جا کر کسی نے بتایا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی شکایت کرنے گئے ہیں۔حضرت ابو بکرؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے بھی اپنی براءت کے لئے جانا چاہئے تا کہ یک طرفہ بات نہ ہو جائے اور میں بھی اپنا نکتہ نظر پیش کرسکوں۔ جب حضرت ابو بکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچے تو حضرت عمرؓ عرض کر رہے تھے کہ یا رسول اللہؐ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے ابو بکرؓ سے تکرار کی اور ان کا کرتہ مجھ سے پھٹ گیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو غصہ کے آثار آپؐ کے چہرہ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا

اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب ساری دنیا میرا انکار کرتی تھی اور تم لوگ بھی میرے مخالف تھے اس وقت ابو بکرؓ ہی تھا جو مجھ پر ایمان لایا اور ہر رنگ میں اس نے میری مدد کی۔

پھر افسردگی کے ساتھ فرمایا کیا اب بھی تم مجھے اور ابو بکرؓ کو نہیں چھوڑتے؟ آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ داخل ہوئے۔‘‘

اس کی اگلی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ جب داخل ہوئے تو انہوں نے کیا رویہ اختیار کیا اس کی تمہید حضرت مصلح موعودؓ باندھ رہے ہیں کہ ’’یہ ہوتا ہے سچے عشق کا نمونہ کہ بجائے یہ کہ عذر کرنے کے کہ یا رسول اللہؐ! میرا قصور نہ تھا عمر کا قصور تھا آپؓ نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خفگی پیدا ہو رہی ہے آپؓ سچے عاشق کی حیثیت سے یہ برداشت نہ کر سکے کہ میری وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔ آتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! عمرؓ کا قصور نہیں تھا میرا قصور تھا۔ دیکھو حضرت ابو بکرؓ کس قدر سچے عاشق تھے کہ آپؓ یہ برداشت نہ کر سکے کہ آپؐ کے معشوق کے دل کو تکلیف ہو۔ آپ یہ دیکھ کر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے ہیں۔‘‘ حضرت ابو بکرؓ اس پر ’’خوش نہیں ہوئے۔ عام طور پر لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے مدمقابل کو جھاڑ پڑتی دیکھتے ہیں‘‘ ڈانٹ پڑتی دیکھے ’’تو خوش ہوتے ہیں کہ خوب جھاڑ پڑی لیکن اس سچے عاشق نے یہ پسند نہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تکلیف ہو خواہ کسی وجہ سے ہو۔ آپؓ نے کہا میں مجرم بن جاتا ہوں لیکن میں اپنے معشوق کا دل رنجیدہ نہیں ہونے دوں گا اور نہایت لجاجت سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! عمرؓ کا قصور نہیں تھا میرا قصور ہے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اگر حضرت ابو بکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے ملال کو دُور کرنے کی خاطر مظلوم ہونے کے باوجود ظالم ہونے کا اقرار کرتے ہیں تا آپؐ کے دل کو تکلیف نہ پہنچے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مومن بندہ اپنے خدا کی خوشنودی کے لئے وہ کام نہ کرے جو اسے خدا تعالیٰ کی رضا کے قریب کر دے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 27 صفحہ 313-314)

مومن کی بھی یہی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کام کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ اس حوالے سے اپنی مثال دی ہے۔

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں:’’حضرت عمرؓ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! یہ تورات ہے۔ آپؐ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے مگر حضرت عمرؓ نے تورات کھول کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات دیکھی تو وہ حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بُرا منا رہے ہیں!

ان کی بات سن کر حضرت عمرؓ کو بھی توجہ پیدا ہوئی اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھا اور جب انہیں بھی آپؐ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار دکھائی دیئے تو انہوں نے معذرت کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی طلب کی۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 253)

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ ایک آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی حضرت عمرؓ کے تورات کی اس آیت پڑھنے پر تھی جو اسلامی تعلیم سے مختلف ہے، اس کی وجہ سے تھی نہ یہ کہ تورات کیوں پڑھی۔ اگر کسی کو اس کی تفسیر پڑھنے میں دلچسپی ہے تو تفسیر کبیر جلد 6 میں سورہ نور کی آیت تین کے ضمن میں اس کی باقی تفصیل بھی لکھی ہوئی ہے۔ وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت صحابہؓ جس طرح کیا کرتے تھے اس کا ثبوت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک واقعہ سے مل سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض قبائل عرب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس وقت حالت ایسی نازک تھی کہ حضرت عمرؓ جیسے انسان نے مشورہ دیا کہ ان لوگوں سے نرمی کرنی چاہئے مگر حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا۔

ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا طاقت ہے کہ وہ اس حکم کو منسوخ کر دے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا ہے۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی ایک رسی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے تو میں وہ رسّی بھی ان سے لے کر رہوں گا اور اس وقت تک دم نہیں لوں گا جب تک وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔‘‘

یہ بخاری کی روایت ہے۔حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ ’’اگر تم اس معاملہ میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے تو بیشک نہ دو۔ میں اکیلا ہی ان کا مقابلہ کروں گا۔ کس قدر اتباعِ رسولؐ ہے کہ نہایت خطرناک حالات میں باوجود اس کے کہ اکابر صحابہ لڑائی کے خلاف مشورہ دیتے ہیں پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو پورا کرنے کے لئے وہ ہر قسم کا خطرہ برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لشکر اسامہ کو روک لینے کے متعلق بھی صحابہؓ نے بہت زور لگایا مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر دشمن اتنا طاقتور ہو جائے کہ وہ مدینہ پر فتح پائے اور مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھجوانے کے لئے تیار کیا تھا روک نہیں سکتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 108-109)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس بحرین کا مال آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا اور اتنا دوں گا۔ ہاتھ کے اشاروں سے بتایا۔ مگر وہ مال اس وقت آیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تھے۔ جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے منادی کو حکم دیا، اعلان کروایا اور اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جس کا کوئی قرضہ یا وعدہ ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ یہ سن کر یہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے پاس گیا اور میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایسا ایسا وعدہ فرمایا تھا تو حضرت ابوبکرؓ نے تین لَپ بھر کر دیے۔ علی بن مدینی کہتے تھے کہ سفیان دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے لَپ بھرتے کہ یوں اٹھا کے تین دفعہ اس طرح دیا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب فرض الخمس باب ومن الدلیل علیٰ ان الخمس لنوائب المسلمین حدیث نمبر ۳۱۳۷ مترجم اردو نظارت اشاعت ربوہ جلد ۵ صفحہ ۴۸۵-۴۸۶)

حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ جب بحرین سے مال آیا تو میں نے حضرت ابوبکرؓ کے منادی کو یہ آواز دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ آئے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے تو وہ انہیں دیتے تھے۔ پھر حضرت ابوبشیر مازنیؓ آئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبشیر! جب ہمارے پاس کچھ آئے تو ہمارے پاس آنا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں دو یا تین لَپ بھر کر دیا جس کو انہوں نے چودہ سو درہم میں پایا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر من قضی دین رسول اللہؐ وعداته، جلد۲ صفحہ ۲۴۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

لَپ کا مطلب ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پورا بھر کے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ سے محو گفتگو تھے کہ تھوڑی دیر کے بعد آپؓ نے اپنے غلام سے کہا کہ پانی پلاؤ۔ غلام کچھ دیر کے بعد مٹی کے برتن میں پانی لایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے برتن کو پکڑا اور پیاس بجھانے کے لیے اپنے منہ کے قریب کیا ہی تھا کہ آپ نے دیکھا کہ برتن تو شہد سے بھرا ہوا ہے جس میں پانی بھی ملا ہوا ہے۔ آپ نے وہ برتن رکھوا دیا اور وہ پانی نہیں پیا۔ پھر غلام کی طرف دیکھا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ غلام نے کہا کہ پانی میں شہد ملایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ برتن کی طرف غور سے دیکھنے لگے۔

چند لمحات ہی گزرے تھے کہ آپؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہچکیاں باندھ باندھ کر رونے لگے۔ روتے روتے آپؓ کی آواز اور بلند ہوگئی اور آپؓ پر شدید گریہ طاری ہوگیا۔

لوگ متوجہ ہوئے اور تسلی دینے لگے کہ اے خلیفہ رسول! آپ کو کیا ہوگیا ہے۔ آپؓ اس قدر شدید کیوں رو رہے ہیں؟ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ سسکیاں بھر کر کیوں رو رہے ہیں لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رونا بند نہ کیا بلکہ آس پاس کے تمام لوگوں نے بھی آپ کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور رو کر وہ خاموش بھی ہو گئے لیکن حضرت ابوبکرؓ مسلسل روتے جا رہے تھے۔ جب آپ کے آنسو ذرا تھمے تو لوگوں نے آپ سے رونے کا سبب پوچھا کہ اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ رونا کیسا ہے۔ آخر کس چیز نے آپ کو رلایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے کپڑے کے کنارے سے آنسو پونچھتے ہوئے اور اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ چیز دُور کر رہے ہیں لیکن وہ چیز مجھے نظر نہیں آرہی تھی۔ آپؐ کمزور آواز میں فرما رہے تھے کہ مجھ سے دُور ہو جاؤ، مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنے سے ہٹا رہے تھے جبکہ آپ کے پاس کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ درحقیقت دنیا تھی جو اپنی تمام آرائش ونعمت کے ساتھ میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ دُور ہو جاؤ۔ ایک کشفی کیفیت آپؐ پر طاری ہوئی تھی۔ پس وہ یہ کہتی ہوئی دور ہوگئی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چھٹکارا پا لیا تو کیا ہوا۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئیں گے وہ مجھ سے کبھی نہیں بچ سکیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پریشانی میں اپنا سر ہلایا اور غمزدہ آواز میں فرمایا لوگو! مجھے بھی اس شہد سے ملے پانی کی وجہ سے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں اس دنیا نے مجھے آ گھیرا نہ ہو اس لیے میں سسکیاں بھر کر رویا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے 100 قصے صفحہ 68 تا 70 بیت العلوم لاہور) (حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ذکر الصحابة من المهاجرین، ابوبکر الصدیقؓ جلد۱ صفحہ ۳۰-۳۱، مکتبة الایمان المنصورہ ۲۰۰۷ء) اتنی خشیت تھی اللہ تعالیٰ کی۔

فتوحات عراق میں ایک قیمتی چادر حاصل ہوئی۔ حضرت خالدؓ نے اہلِ لشکر کے مشورہ سے اس چادر کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بطور تحفہ بھجوایا اور لکھا کہ اسے آپ لے لیجیے۔ آپؓ کے لیے روانہ کیا جا رہا ہے لیکن

حضرت ابوبکرؓ نے اسے لینا گوارا نہیں فرمایا اور نہ اپنے رشتہ داروں کو دیا بلکہ اسے حضرت امام حسینؓ کو مرحمت فرما دیا۔

(سیدنا صدیق اکبرؓ کے شب وروز صفحہ 107 مکتبة الحرمین لاہور 1437ھ)

باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

اس وقت میں

دو مرحومین کا ذکر

کرنا چاہتا ہوں اور بعد میں ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا ان شاء اللہ۔

پہلا ہے

محترم سمیع اللہ سیال صاحب جو تحریک جدید میں وکیل الزراعت تھے،

نواسی (89) سال کی عمر میں بقضائے الٰہی فوت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے والد رحمت اللہ سیال صاحب تھے۔ سمیع اللہ سیال صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد رحمت اللہ سیال صاحب کے ذریعہ ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے دور میں 1938ء میں بیعت کی تھی۔ اس وقت سمیع اللہ سیال صاحب کی عمر چار سال کی تھی۔ جب بیعت کا علم ان کی والدہ کو ہوا تو انہوں نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور ان کو ساتھ لے کر چلی گئیں۔ جب یہ واقعہ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو حضورؓ نے آپ کے والد صاحب سے فرمایا کہ آپ مقدمہ کریں اور بچہ واپس لیں۔ چنانچہ مقدمہ کر کے بچہ واپس لے لیا گیا۔ اس طرح آپ اپنے والد صاحب کی کفالت میں آگئے اور انہوں نے ہی آپ کی پرورش کی۔

سمیع اللہ سیال صاحب کے والد صاحب فسادات کے دوران مشرقی پنجاب میں شہید ہو گئے تھے۔ اس کے بعد آپ کے سب غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کو واپس لانے کی کوشش کی، جماعت سے دور ہٹانے کی کوشش کی لیکن آپ نے احمدیت نہ چھوڑی۔ 1949ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ 1954ء میں تعلیم الاسلام کالج سے بی اے کیا۔ پھر 1956ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے شماریات کیا۔ ان کے دو بیٹے ہیں؛ ایک کینیڈا میں ڈاکٹر ہیں اور دوسرے افتخار اللہ سیال صاحب تحریکِ جدید ربوہ میں واقفِ زندگی ہیں۔ 1949ء میں سیال صاحب نے وقف کیا اور دیگر واقفین زندگی کے ساتھ ان کا ٹیسٹ ہوا، انٹرویو ہوا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پرچہ ترتیب دیا۔ بعد ازاں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ نے مزید تعلیم کے لیے تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا جہاں سے آپ نے پہلے بی ایس سی اور بعد ازاں ایم ایس سی سٹیٹسٹکس (Statistics) کی ڈگری حاصل کی۔ 1953ء میں آپ کا دفاتر میں ابتدائی تقرر ہوا۔ پھر مختلف دفاتر میں کام کرتے رہے۔ 1960ء سے 63ء تک سیرالیون میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1983ء میں حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے آپ کو وکیل الزراعت اور صنعت وتجارت مقرر فرمایا۔ 88ء سے 99ء تک بطور وکیل الدیوان اور 99ء سے 2012ء تک وکیل الزراعت اور صنعت وتجارت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی اور 2012ء سے وفات تک آپ وکیل الزراعت تھے۔ ان کا خدمت کا عرصہ 69 سال پر محیط ہے۔ اس کے علاوہ بھی انجمن کی اور تحریک کی بہت ساری کمیٹیوں کے ممبر تھے اور بعض رجسٹرڈ کمپنیوں کے ڈائریکٹر تھے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ میں بھی مہتمم کے طور پر ان کو بڑا لمبا عرصہ مختلف شعبوں میں کام کرنے کی توفیق ملی۔

ان کی اہلیہ امة الحفیظ سیال صاحبہ کہتی ہیں کہ چونسٹھ سالہ ازدواجی زندگی میں مَیں نے دیکھا کہ بہت نیک، ہمدرد، متوکل، پیار کرنے والے تھے۔ ہر کام میں اپنے پر دوسرے کو ترجیح دیتے تھے اور خلیفہ وقت کے احکامات کو ہر بات پر ترجیح دیتے تھے۔ کہتی ہیں جب میری شادی ہوئی تو انہوں نے شروع میں ہی مجھے یہ بات سمجھا دی کہ میں ایک واقفِ زندگی ہوں اور ایک واقفِ زندگی کی بیوی بھی واقفِ زندگی ہوتی ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ غرباء پرور تھے۔ مہمان نوازی بھی ہمارے گھر میں بہت زیادہ ہوتی تھی۔

ان کے بیٹے افتخار اللہ سیال کہتے ہیں کہ جماعت سے وفاداری اور محبت بچپن سے ہی ان میں بہت زیادہ تھی۔ 1947ء کے فسادات میں جب ان کے والد شہید ہو گئے تو وہ بالکل اکیلے رہ گئے اور جیسا کہ بیان ہوا ہے ان کے رشتہ داروں میں سے صرف ان کے والد احمدی تھے اور والدہ بھی چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ رشتہ داروں نے ان کو کہا کہ تم احمدیت چھوڑ دو ہم تمہارے تمام دنیاوی اور تعلیمی اخراجات اٹھائیں گے لیکن احمدیت سے محبت اور احمدیت کی سچائی پر یقین ہونے کی وجہ سے انہوں نے جواب دیا، کہا کہ اگر میں بھوکا بھی مر جاؤں گا پھر بھی احمدیت نہیں چھوڑوں گا اور پھر ہمیشہ اپنے اس ایمان پر قائم رہے۔ اس بات کی شدید خواہش تھی کہ وقف کا یہ سلسلہ آگے ان کی نسل میں بھی جاری رہے۔ تو کہتے ہیں چنانچہ جب میں نے وقف کیا تو بڑے خوش ہوئے اور یہاں لندن آئے ہوئے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خود بتایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ اصل وقف یہی ہے کہ یہ سلسلہ آگے اولاد میں بھی جاری ہو۔ دینی یا دنیاوی مشکلات آتی تھیں تو خدا کے آگے جھک جاتے اور اس مشکل کے حل کے لیے بہت پُرسوز دعائیں کرتے۔

پھر ان کے ایک بیٹے لکھتے ہیں؛ مَیں نے انہیں پوری زندگی تہجد کا ایک بھی ناغہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ غریبوں کی ہر ممکن امداد کرنے والے تھے۔ کہتے ہیں ان کی وفات کے بعد بہت سے لوگوں نے مجھے آ کے خاص طور پر ذکر کیا کہ ہمیں جب کوئی کسی قسم کی رقم کی ضرورت ہوتی فوراً سیال صاحب کے پاس جاتے اور ہمیشہ وہ ہماری امداد کرتے۔ بعض اوقات گھروں میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اور جماعتی خدمت کا بھی اس وقت موقع ہوتا تو اس وقت وہ جماعت کے کام کی طرف نکل جاتے اور اپنے گھریلو مسائل کو اللہ کے سپرد کر دیتے۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ ہمیشہ مجھے جماعت سے محبت اور خلافت کا وفادار رہنے کا درس دیا اور خلیفۂ وقت کی زبان سے نکلے ہر لفظ پر بڑا حد تک یقین تھا۔ اس سلسلہ میں وہ بیان کرتے تھے کہ جب ابتدا میں وقف کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت ابھی چر چل اسّی سال کی عمر میں دوبارہ وزیر اعظم بنا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان سے کہا کہ اگر چرچل اسّی سال کی عمر میں وزیر اعظم بن سکتا ہے تو تم جماعت کی خدمت اتنے عرصہ تک کیوں نہیں کر سکتے۔ تو اس بات سے کہتے ہیں میں نے اس وقت بھی نتیجہ نکالا تھا کہ ہم جتنے بھی لوگ اس گروپ میں شامل واقف زندگی ہیں، کم از کم اسّی سال کی عمر تو ہماری ضرور ہو گی اور اللہ تعالیٰ اسّی سال تک خدمت کی توفیق دے گا۔ چنانچہ چودھری حمید اللہ صاحب اور مصلح الدین صاحب ان کے ساتھی تھے، سب نے اسّی سال سے زائد عمر پائی۔

ان کی بہو کہتی ہیں کہ میری چھوٹی عمر میں ہی میرے والد وفات پا گئے تھے اور سسر کے روپ میں مجھے ان سے باپ کا پیار ملا۔ بائیس سال میں نے اپنی شادی شدہ زندگی میں ہمیشہ ان سے شفقت اور باپ کا پیار ہی دیکھا۔ احمدیت کے سچے شیدائی اور خلافت سے گہری محبت کرنے والے، غریب پرور، مہمان نواز، سچے انسان تھے۔ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شکر ادا کرتے۔ میرے بچوں کی تربیت میں بھی بہت کردار ادا کیا۔ انہیں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے اور پھر ٹیسٹ بھی لیتے تھے۔ کہتی ہیں جب بھی بچے دادا جان کے ساتھ بیٹھتے تو ہمیشہ جماعت کی تاریخ اور خلفاء کی شفقت اور محبت کے واقعات بیان کرتے۔ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اگر گھر میں آ جاتا تو اسے بھی بغیر تواضع اور مہمان نوازی کے گھر سے نہ جانے دیتے۔

باسل صاحب نائب وکیل الزراعت لکھتے ہیں کہ سمیع اللہ سیال صاحب انتہائی ہمدرد وجود تھے۔ خلافت سے بے پناہ محبت اور عشق تھا۔ دفتر میں کارکنان کی مالی امداد بھی کرتے تھے۔ ہمیشہ خلیفۂ وقت کے ساتھ تعلق میں رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ کہتے ہیں ہمیشہ یہی درس دیا کہ جماعت کے ایک ایک پیسے کی حفاظت کرنی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ فکر نہیں کہ پیسہ کہاں سے آئے گا اصل یہ فکر ہے کہ پیسے کو سنبھالنے والے کہاں سے آئیں گے۔ وہ ملتے رہیں۔

(ماخوذ از الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319)

پھر کہتے ہیں کہ جب بھی کوئی واقفِ زندگی یا کارکن یا کوئی احمدی ملنے کے لیے آتا تو یہی کہتے کہ جماعت کی خدمت میں بہت ہی برکت ہے اور جو خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے انتہا نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہی ان کی ضروریات پوری کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنی مثال دیتے ہیں کہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بے شمار دیا اور یہ صرف وقف کی برکت ہے۔

نسرین حئی صاحبہ کہتی ہیں کہ ہمارے خاندان کے اہم افراد میں سے تھے۔ میری والدہ اور والد ہمیشہ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ان کی کوئی بیٹی نہیں تھی۔ میں جب سات یا آٹھ سال کی ہوئی تو انہوں نے اور پھوپھو نے مجھے adopt کیا۔ اس کے بعد میں شادی تک ان کے پاس رہی۔ دونوں نے مجھے ہمیشہ اپنی بیٹی کی طرح رکھا اور بچپن سے میری ہر خواہش کا خیال رکھا۔ بہترین تعلیم دلوائی۔ میری شادی مربی سلسلہ سے کروائی۔

محمود طاہر صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ بتایا کہ جب میں نے بی اے کر لیا اور ابتدائی تقرر ہوا تو حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر مجھے ایم اے کرنے کے لیے بھجوایا جانے لگا۔ اس وقت دفتر میں کسی نے حضرت مصلح موعودؓ سے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اس کو آپ ایم اے کروا رہے ہیں۔ یہ ایم اے کر کے کہیں دوڑ نہ جائے اور کہیں دنیاوی نوکری نہ اختیار کر لے۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا سیال بے وفا نہیں ہوتے۔

عمران بابر صاحب واقفِ زندگی نگران جائیداد تحریک جدید کہتے ہیں کہ مجھے پندرہ سال ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ بڑے مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔ جماعتی کام کے حوالے سے کبھی بھی سرکاری افسر سے ملنے یا بات کرنے سے نہیں جھجکتے تھے۔ اور ٹرین میں سفر کرنے کا موقع ملا۔ سفر کے دوران تبلیغ ضرور کرتے تھے اور اونچی آواز میں کیا کرتے تھے تا کہ قریب موجود سب افراد سن لیں۔

لقمان صاحب وکیل المال اوّل کہتے ہیں کہ خلافت کی آواز پر خود بھی لبیک کہنے والے تھے۔ دوسروں کو بھی توجہ دلاتے تھے۔ ہمیشہ جب تحریک جدید کا اعلان ہوتا تو فوراً آتے اور اپنا چندہ وغیرہ ادا کرتے، وعدہ لکھواتے۔

شیخ حارث صاحب ہیں تحریکِ جدید میں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وقف کیا تو آپ نے میری ہر مرحلے پر راہنمائی کی۔ بہت ہی محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ بہت نڈر اور بنگ واقف زندگی تھے۔ سلسلہ کے اموال کی بچت کے دھنی تھے اور پھر یہ حارث صاحب ہی لکھتے ہیں کہ 2015ء میں انجنیئر جاوید صاحب چیئرمین پاکستان انجنیئر نگ کونسل اسلام آباد سے خصوصی طور پر ربوہ کے دورہ پر آئے۔ ان کی ملاقات دیگر بزرگان کے علاوہ سیال صاحب سے کروائی گئی۔ اس مختصر ملاقات میں آپ نے تبلیغ کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا اور انہیں بڑے اچھے رنگ میں تبلیغ کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ جو وقفِ زندگی بیٹا ہے اسے بھی وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خلافت اور جماعت سے ان کی اولاد کو جوڑے رکھے اور ان کے لواحقین کو سکون عطا فرمائے۔

اگلا ذکر ہے

محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ علی احمد صاحب مرحوم معلم وقف جدید

کا جن کی گذشتہ دنوں پچاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ عبدالہادی طارق صاحب ان کے بیٹے مربی سلسلہ ہیں اور جامعہ احمدیہ گھانا میں استاد ہیں۔ پھیرو چیچی قادیان کے نزدیک ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ ان کے والد عبدالرحمٰن صاحب جوانی میں ہی 1944ء میں وفات پا گئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی بیوہ والدہ نواب بی بی صاحبہ اور بچوں کو کفالت میں لے لیا اور قادیان بلا لیا تو حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنے بنگلے میں رکھ لیا اور مربی صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار کی نانی حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ اس طرح پر تقسیم ہند کے بعد کہتے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری نانی کو ان کے بچوں کے ساتھ ناصر آباد فارم سندھ بھجوا دیا جہاں یہ پلے بڑھے۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ ایک واقفِ زندگی کی بیوی تھیں، ایک واقفِ زندگی کی والدہ تھیں۔ آپ نے اپنے واقفِ زندگی خاوند کے ساتھ وقف کی پوری روح سے واقفِ زندگی جیسی زندگی گزاری اور ہر قسم کے نامساعد حالات میں اپنے واقفِ زندگی شوہر کا ساتھ دیا۔ زندگی بھر کبھی کسی سے مطالبہ یا تقاضا نہیں کیا۔ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں جن میں نمایاں طور پر عاجزی، خدا ترسی، درویشی، مہمان نوازی، نرم مزاجی، سادگی، قناعت، ستر پوشی، صبر، بے پناہ حوصلہ شامل تھا۔ زندگی بھر کبھی کسی سے کوئی شکوہ اور شکایت نہیں کی اور نہ ہی کبھی کسی کی برائی سنی اور نہ برائی کی۔ ہمیشہ اپنوں اور پرایوں سے محبت اور خلوص کا سلوک کیا۔ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ باقاعدہ تہجد کا انتظام رکھا۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم باقاعدہ کرنے والی تھیں اور آخری ایام میں خرابیٔ صحت کے باعث جب نماز صحیح طرح ادا نہ ہو سکتی تھی تو یہی دعا کیا کرتی تھیں کہ مولیٰ اتنی صحت اور ہمت دے دے کہ تیری عبادت صحیح طرح کر سکوں۔

پسماندگان میں ان کی دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے ایک بیٹے عبدالہادی طارق صاحب گھانا میں مربی سلسلہ ہیں اور وہاں میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے، ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 14/اکتوبر 2022ء صفحہ 5 تا 9)

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

دورہ جرمنی و ہالینڈ 2015ء کی چند ایمان افروز جھلکیاں

دوران نماز ایک خلل

8/ اکتوبر 2015ء جمعرات کی شام جس دوران حضور انور ظہر کی نماز کی امامت فرمارہے تھے ایک دوست کا موبائل جو پہلی صف میں بیٹھے تھے دو مرتبہ بجا اور دونوں مرتبہ ان کو اسے silent کرنے میں کافی وقت لگا۔ظہر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضور انور نے پیچھے دیکھے بغیر فرمایا یہ جس کا بھی موبائل بج رہا تھا اس کو بند کر دیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جس کا بھی فون تھا وہ بے حد شرمسار ہوئے ہوں گے کیونکہ ان کی وجہ سے حضور انور کی نماز میں خلل واقع ہوا۔ لیکن وہ مزید شرم ساری سے اس لیے بچ گئے کہ حضور انور نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا کہ یہ کس کا فون تھا۔ اب تک تو میں نمازوں کے دوران اپنا موبائل silent کر دیتا تھا مگر باقی دورہ کے دوران میں زیادہ متنبہ تھا اس لیے میں نے یقین دہانی کی کہ میں نے اپنا فون ہر نماز سے پہلے مکمل طور پر بند کر دیا تا کہ میں نماز میں کسی طرح بھی خلل انداز نہ ہوں۔

جرمن خدام کا نماز کے لیے آنا

8/ اکتوبر کو جمعرات کی شام کو میری ملاقات دو خدام سے ہوئی، مکرم انتصار ملک (بعمر چھبیس سال) اور شہر یار اسلم (بعمر 26سال) جو جرمنی سے کار چلا کر حضور انور کی اقتدا میں نماز مغرب و عشاء ادا کرنے کے لیے آئے تھے۔ اپنے جرمنی سے سفر کر کے آنے کے متعلق مکرم انتصار صاحب نے بتایا کہ ”ہمارا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ اپنے خلیفہ کی اقتدا میں نماز ادا کریں اور آپ کا مبارک چہرہ دیکھ سکیں۔ اگرچہ ہم حضور انور کی ایک جھلک بھی دیکھ لیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہماری ساری زندگیاں بدل گئی ہوں اور خاص فضلوں کا نزول ہوا ہو۔“

مکرم شہر یار صاحب نے مزید بتایا کہ ”دنیا میں کئی ملین احمدی ہیں جو حضور انور کے دیدار کے لئے اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنی زندگی گزار کر ایسے ہی اپنے خلیفہ کو دیکھے اور ان سے ملے بغیر فوت ہو جاتے ہیں اور یہ بہت شرم ساری کی بات ہو گی اگر ہم اس خوش نصیب موقع سے فائدہ نہ اٹھائیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے ہمیں نوازا ہے۔

لوکل احمدیوں کے تاثرات

اس شام میری ملاقات کئی لوکل احمدیوں سے ہوئی جن کی کچھ دیر قبل حضور انور سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان احمدیوں میں سے ایک جن سے میری ملاقات ہوئی مکرم عمران چوہدری (بعمر 53 سال) تھے جو گزشتہ 47 سال سے ہالینڈ میں تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ہالینڈ کی نیشنل عاملہ میں شامل تھے اور اس وقت مجلس عاملہ کے جملہ ممبران حضور انور سے اکھٹے ملنے کا موقع ملتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے حضور انور کی نہایت غیر معمولی حساب دانی کا خوب مشاہدہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ بسا اوقات مختلف رقوم زیر بحث ہوتیں اور ایک کرنسی کو دوسرے ملک کی کرنسی میں تبدیل کرنے کے لیے عاملہ کے ممبران اپنے اپنے calculator پر اندراج کر رہے ہوتے لیکن ان کے اندراج کے مکمل ہونے سے قبل حضور انور اس رقم کا حساب اپنے ذہن میں مکمل کر چکے ہوتے۔“

میری ملاقات بعض عرب احمدیوں سے بھی ہوئی جن میں مکرم خالد بن القربشی صاحب (بعمر 40سال) اور ان کی اہلیہ مکرمہ شاہدہ صاحبہ بھی تھیں جو مراکش سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دونوں میاں بیوی پانچ سال قبل احمدی ہوئے تھے۔حضور انور سے ملاقات کے بعد مکرم خالد صاحب نے بتایا:

”حضور کا وجود ایک چمکتی ہوئی روشنی کی طرح ہے۔ آپ ایک ستارے کی طرح ہیں جو ہماری رہنمائی کرتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت اور فرمانبرداری میرے اوپر فرض ہے کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ ہیں جو اسلام کے مقدس نبی ہیں۔ آپ کی فرمانبرداری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے اور ہر حقیقی مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور فرمانبرداری کرنی چاہیے۔“

ان کی اہلیہ مکرمہ شاہدہ صاحبہ نے بتایا کہ:

”حضور انور سے ملاقات کے بعد میں اپنے جذبات کو الفاظ میں ڈھالنے سے قاصر ہوں۔ آپ کو دیکھنا کیا ہی اعلیٰ سعادت اور خوش قسمتی ہے کیونکہ آپ ہر ذی روح سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں، آپ کی دعائیں خاص دولت اور خزانہ ہے جو میری حفاظت کرتا ہے اور میری نسلوں کی بھی آئندہ حفاظت کرے گا۔

میری ملاقات ایک احمدی مکرم مصطفیٰ شفافی صاحب سے بھی ہوئی۔ مجھے حیرت ہوئی جب انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی عمر 46سال ہے کیونکہ بہت جوان معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے پچیس سال کی عمر میں احمدیت قبول کی تھی۔ جب وہ بات کر رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جبکہ ساتھ ساتھ آپ کے چہرے پر کھلتی ہوئی مسکراہٹ بھی عیاں تھی۔

مکرم مصطفی صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار یوں فرمایا کہ:

”میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین کے لیے میری محبت ہر روز بڑھ رہی ہے۔ بسا اوقات ہمیں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔مثال کے طور پر مجھے کام ڈھونڈنے میں مشکل کا سامنا تھا تو میں نے حضور انور سے دعا کی درخواست کی اور اب میری اچھی نوکری لگ گئی ہے۔ الحمد للہ۔ حضور انور ہمارے جملہ مسائل کو سنتے ہیں اور ایک شفیق باپ کی طرح ہمارا خیال رکھتے ہیں۔“

میری ملاقات مکرم یوسف اخلف صاحب سے بھی ہوئی جن کی عمر 34سال تھی۔ میری ان سے پہلے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی لیکن جونہی میں نے ان کی آواز سنی تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ابراہیم اخلف صاحب کے بھائی ہیں جو لندن کے ایک معروف احمدی ہیں اور بطور ایک واقف زندگی جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہے۔ ابراہیم صاحب میرے قریبی دوست ہیں تو ان کے بھائی سے مل کر مجھے اچھا لگا اور ان کی آواز کی مشابہت سے بھی خوب لطف اندوز ہوا۔ مکرم یوسف صاحب نے 16 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس شام حضور انور سے ملاقات کے متعلق انہوں نے بتایا کہ:

”میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کیونکہ میری ملاقات ابھی کرہ ارض کے سب سے عظیم اور بابرکت وجود سے ہوئی ہے۔ دنیا میں اس قدر بے چینی اور گھبراہٹ ہے، مسلمان ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں جبکہ ہماری جماعت خلیفہ وقت کے ہاتھ پر پوری طرح متحد ہے۔ یہی چیز

ہمیں دوسروں سے نمایاں کرتی ہے اور ہماری تمام تر سعادت خلافت کی اطاعت میں ہے۔“

میرے موبائل فون کی home screen کو update کرنا

اس شام حضور انور نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور میرے فون سے ڈکشنری استعمال کرنی چاہیے۔ یوں اگلے چند منٹ حضور انور نے میرا فون استعمال فرمایا جبکہ میں آپ کے سامنے بیٹھا رہا۔حضور انور iPhone کو استعمال کرنا بہت اچھی طرح جانتے ہیں اس لیے آپ نے فوراً safari کو کھولا اور آکسفورڈ dictionary کی ویب سائٹ پر جا کر جو لفظ چیک کرنا تھا وہ ملاحظہ فرمالیا۔حضور انور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ اگر میں نے وہ App انسٹال کی ہوتی تو مزید آسانی ہو جاتی۔ بہرحال حضور انور نے میرا فون واپس کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے آکسفورڈ dictionary کی ویب سائٹ کا پیج میری home screen پر save کر دیا تھا) تا کہ آئندہ آسانی رہے۔ (یوں اب جب بھی میں اپنا فون دیکھتا ہوں تو ان مبارک لمحات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضور انور کی پے در پے مصروفیات

حضور انور نے چند دن قبل parliament میں اپنے خطاب کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور یہ بھی کہ انگریزی آپ کی مادری زبان نہ ہے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کی کہ حضور انور کی انگریزی ماشاءاللہ بہت اعلیٰ ہے اور کئی اہل زبان سے بہت بہتر ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ ایک کینیڈین سیاستدان نے آپ کو بتایا کہ وہ بہت سے پاکستانی سیاست دانوں کی انگلش سمجھ نہیں سکا لیکن حضور انور کی انگلش بہت اچھی طرح سمجھ آ گئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ کبھی کبھار آپ سوچتے ہیں کہ ایک مہینہ انگلش کتابیں، ناولز اور میگزین پڑھنے میں صرف کرسکیں مگر اس plan کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وقت نہیں ملتا۔

اپنے دل میں، میں نے دعا کی کہ کسی طرح حضور انور کو آئندہ ایسا وقت میسر آ جائے کہ وہ اپنی پسند کی چند کتابیں پڑھ سکیں۔ تاہم میں نے خود دیکھا ہے کہ جب بھی حضور انور کے پاس کچھ وقت ہوتا ہے آپ مزید دفتری کام یا ملاقاتوں کے سلسلے کا آغاز فرما دیتے ہیں۔

حضور انور کی بچوں سے ہمدردی اور پیار

میں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ گزشتہ روز میں ایک ایسی family سے ملا تھا جس کے دو بچے معذور تھے۔ فوری طور پر حضور انور کو مستحضر ہو گیا کہ میں کن کی بات کر رہا ہوں اور نہایت محبت سے ان کا تذکرہ فرمایا۔حضور انور نے فرمایا کہ وہ بچی نو سال کی ہے اور پوری طرح ہوشیار اور ذہنی طور پر نارمل ہے لیکن اس کا بھائی نہایت افسوس ہے کہ ذہنی طور پر معذور ہے۔ میں حیران تھا کہ کس طرح حضور انور ملاقات کے لیے آنے والوں کی ہر تفصیل کو یاد رکھتے ہیں۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی اور ہالینڈ اکتوبر 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد برطانیہ

سیّدنا امیرالمؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ 2022ء

27/ستمبر 2022ء بروز منگل

قسط 2

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچاس منٹ پر ’’مسجد فتح عظیم‘‘ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعدحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف دفتری امور کی ادائیگی میں مصروفیت رہی۔ بعد ازاں پروگرام کے مطابق دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فتح عظیم سے ملحقہ نمائش ہال میں تشریف لا کر نمائش کا معائنہ فرمایا۔

نمائش

اس نمائش کو درج ذیل دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام،حضرت مسیح موعود علیہ السلام، قرآن کریم اور تراجم، امام مہدی کے بارہ میں جملہ مذاہب کی پیشگوئیاں
- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور نشانات
- ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی شدید معاند اسلام اور اس کی اسلام دشمنی
- حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کا پرمعارف جواب اور دعوت مباہلہ
- ڈاکٹر ڈوئی کا عروج اور عبرتناک انجام، فتح عظیم کا جاری سفر

ان تمام دس مضامین کو برقی طور پر ہر حصہ میں ایک بڑی TVسکرین پر Video Looping کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ہر حصہ میں Tv سکرین کے نیچے شیشے کے ایک Show case۔اس حصہ کے مضمون کے متعلق جملہ نوادرات رکھے گئے ہیں۔

اس نمائش میں جو اہم اشیاء رکھی گئی ہیں ان میں ڈاکٹر ڈوئی کے سو سالہ پرانے نوادرات تصاویر رکھی گئی ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز کے وہ ابتدائی شمارے رکھے گئے ہیں جن میں ڈاکٹر ڈوئی کوحضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج دیا تھا اور اس کی ہلاکت کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ یہ 1902ء 1905ء اور 1907ء کے شمارے ہیں۔

ڈاکٹر ڈوئی کے رسالے Leaves of Healing کے وہ شمارے بھی رکھے گئے ہیں جن میں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گند اچھالا تھا۔ یہ شمارے اس لئے رکھے گئے ہیں تا کہ یہ بتایا جائے کہ ڈاکٹر ڈوئی کے اس بغض وعناد کے مقابلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کو ہتھیار کے طور پر پیش کیا۔

1902ء اور 1903ء کے وہ اصل اخبارات بھی رکھے گئے ہیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ وہ چیلنج بھی رقم ہے جو آپ نے ڈوئی کو مخاطب ہوتے ہوئے دیا تھا۔ ان اخبارات میں Library Digest اور تین مزید اخبارات شامل ہیں۔

اخبار Boston Herald کا وہ صفحہ بڑا کر کے 5 فٹ ×7فٹ کے سائز میں دیوار پر آویزاں کیا گیا ہے جس کی سرخی (Headline) درج ذیل ہے۔

(Great is Mirza Ghulam Ahmad)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سیکشن میں، حضور علیہ السلام کا ایک کوٹ بھی شیشے کے Show caseمیں رکھا گیا ہے جو آپ زیب تن فرماتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیروں کی آراء میں ایک قابل ذکر شخصیت Emperor Ming ہیں۔ جنہوں نے 1573ء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ایک سو چائینز زبان کے الفاظ پر مشتمل آپ کی مدح میں نظم لکھی ہے جو ملک چین میں اڑھائی ہزار مساجد میں موجود ہے، اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

اخبار Boston Herald کے 28 جون 1907ء کے شمارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ حضور کی دیگر پیشگوئیوں کا ذکر ہے جن میں زلازل، دم دار ستارہ اور چاند سورج گرہن اور طاعون وغیرہ شامل ہیں۔ ان سب کے اخباری نسخہ جات Show case میں رکھے گئے ہیں۔

نمائش کی ایک انتہائی اہم چیز وہ Kioskہے جس میں 160 اخباری تراشے جمع کئے گئے ہیں اور World map کے مختلف حصوں کو Touch کرنے سے یہ تمام تراشہ جات 60 انچ کی سکرین پر واضح ہو جاتے ہیں اور صاف پڑھے جاتے ہیں۔ یہ تمام تراشہ جات 1902ء سے لے کر 1909ء کی دھائی میں امریکہ، یورپ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، اسکاٹ لینڈ اور انڈیا کے اخباروں میں شائع ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائش کے معائنہ کے دوران اس Kiosk کو لانچ Launch کیا اور ڈاکٹر ڈوئی کے ذکر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور ڈوئی کے عبرتناک انجام کے حوالہ سے مختلف علاقوں کے اخبارات کا مشاہدہ کیا۔جن میں Alaska Nebraska نیویارک اور بوسٹن وغیرہ کے اخبار شامل تھے۔

نمائش میں دیوار پر جو مختلف TVسکرین لگائی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک TV سکرین پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فتح کے 14 تراشے خود بخود منظر عام پر آتے ہیں اور مختلف ممالک میں شائع ہونے والے اخبارات چند منٹوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فتح اور تصدیق کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک TVسکرین پر 20 اخبارات کے وہ تراشے ہیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ڈوئی کو دیئے جانے والے مباہلہ چیلنج کا ذکر ہے۔ یہ تراشے ٹی وی سکرین پر بغیر کوئی بٹن دبائے یا ٹی وی سکرین کو Touchکئے تبدیل ہوتے ہیں۔ ٹی وی سکرین کے سامنے ہاتھ ہلا کر اشارہ کریں تو اگلا تراشہ آ جاتا ہے۔ اس طرح صرف ہاتھ کے اشارہ سے جو تراشہ بھی آپ دیکھنا چاہتے ہیں وہ آپ کے سامنے آ جائے گا۔

ایک TV سکرین پر ہاتھ کے اشارے سے بدلتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وہ اقتباسات ہیں جن میں خدا تعالیٰ سے تعلق کے بارہ میں تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔

ایک کالم پر Newyork Times کی وہ عبارت ہے جس کا عنوان Rival Prophetsہے۔اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پر زور الفاظ میں ڈوئی کو چیلنج دیا ہے۔

جس Show caseمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کوٹ آویزاں ہے اس کے اوپر دیوار پر یہ درج ہے ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائش کے معائنہ کے دوران ڈوئی کے نوادرات دیکھ کر فرمایا کہ موسیٰ کے زمانے میں فرعون تھا جس کی ممی Mummy کو محفوظ کیا گیا، آج ڈوئی کے ان نوادرات کو محفوظ کر کے آپ نے اس نشان کو محفوظ کر لیا ہے۔

نمائش کا ایک حصہ قدرت ثانیہ کے حوالہ سے تیار کیا گیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ

جماعت احمدیہ مسلسل ترقی کر رہی ہے تو دوسری طرف ڈوئی اور اس کی جماعت کا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔ Show case میں خلفاء کی بعض کتب رکھی گئی تھی۔ حضور انور نے یہ کتب دیکھ کر فرمایا کہ خلیفۃ المسیح الاول اور خلیفۃ المسیح الثالث کی کتب بھی شامل کریں۔

چاند سورج گرہن کے حوالہ سے پرانے اخبارات کے تراشے رکھے گئے تھے 1895ء کے اخباری تراشے دیکھ کر حضور انور نے فرمایا کہ مغرب کے لئے 1895ء میں گرہن لگا تھا اور اہل مشرق کے لئے 1894ء میں گرہن لگا تھا۔

نمائش کے آخری حصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی رؤیا ”غلام احمد کی جے“ کو سکرین پر دکھایا گیا تھا اور تبرکات کو ظاہر کیا گیا تھا۔ حضور انور نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میرے ہاتھ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو تبرکات ہیں۔ حضور انور نے اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی دونوں انگوٹھیوں ”الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ“ اور ”مولیٰ بس“ کی طرف اشارہ کیا۔

اس نمائش کا مکمل انتظام مکرم انور محمود خان نیشنل سیکرٹری تحریک جدید اور ان کی ٹیم نے بڑی محنت سے کیا۔ آخر پر اس ٹیم کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

نقاب کشائی اور مینارۃ المسیح کا سنگ بنیاد

نمائش کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مینارہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ شہر کی انتظامیہ کی طرف سے مسجد کے ساتھ مینارۃ المسیح کی طرز پر ایک مینارہ تعمیر کرنے کی بھی منظوری ملی ہے۔ اس مینارہ کی اونچائی 70 فٹ ہوگی۔

مسجد فتح عظیم اور اس سے ملحقہ ہال اور دفاتر کو ایک نقشہ کی صورت میں بورڈ پر آویزاں کیا گیا تھا۔ حضور انور نے یہ نقشہ جات دیکھے۔ مکرم فلاح الدین شمس نائب امیر یو ایس اے نے اس پراجیکٹ کے حوالہ سے حضور انور کی خدمت میں مختلف امور عرض کئے اور بتایا کہ ہمارے اس قطعہ زمین کا کل رقبہ 10 ایکڑ ہے۔ جس میں سے اس وقت اڑھائی ایکڑ زیر استعمال ہے۔ مسجد اور دفاتر کی تعمیر ہے۔ گیسٹ ہاؤس کی تعمیر ہے۔ ایک وسیع پارکنگ ایریا بنایا گیا ہے اور اسی اڑھائی ایکڑ رقبہ میں مختلف جگہوں پر مارکیز بھی لگائی گئی ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو باقی ساڑھے سات ایکڑ رقبہ ہے وہ اس نقشہ کے مطابق کس طرف ہے تو اس پر موصوف نے اس حصہ کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا کہ اس طرف ہے اور اس رقبہ پر درخت لگے ہوئے ہیں۔ حضور انور نے پارکنگ ایریا کے بارہ میں دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ مسجد کے پارکنگ ایریا میں 95 گاڑیاں آ سکتی ہیں۔

بعد ازاں حضور انور نے مسجد سے ملحقہ ہال اور دفاتر کا معائنہ فرمایا۔ نمائش ہال کے علاوہ لائبریری ہے، دفاتر میں دفتر صدر جماعت اور لجنہ کے دفاتر شامل ہیں۔ چلڈرن کلاس کے لئے بھی ایک کمرہ مہیا کیا گیا ہے۔ آڈیو ویڈیو روم بھی ہے اور ایک لانڈری روم بھی بنایا گیا ہے، لفٹ کی سہولت بھی مہیا کی گئی ہے۔ دوسٹوریج روم بھی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گراؤنڈ فلور (Basement)

میں بھی تشریف لے گئے جہاں ایک ملٹی پرپز (Multi purpose) ہال تعمیر کیا گیا ہے جس کا رقبہ 2451 مربع فٹ ہے۔ اس وقت اسے نماز کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس ہال میں 300 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس ہال میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ واش روم بنائے گئے ہیں۔ اور کمرشل کچن بھی موجود ہے، معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

انٹرویو

ریلیجن نیوز سروس (Religion News Service) کی ایک صحافی Emily Miller حضور انور کا انٹرویو لینے کے لئے آئی ہوئی تھی۔ موصوفہ کے امریکہ میں لاکھوں فالوورز ہیں۔ یہ صحافی خاتون مسجد فتح عظیم کے پس منظر اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور ڈاکٹر ڈوئی کے درمیان مباہلہ پر ایک مضمون لکھ رہی ہے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمائش میں تشریف لائے جہاں انٹرویو کا پروگرام تھا۔ انٹرویو کے آغاز میں جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ اس مسجد کے افتتاح کے لئے حضور کا یہاں آنا کیا اہمیت رکھتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم جہاں بھی مسجد بناتے ہیں عموماً وہاں کی جماعت مجھ سے پوچھتی ہے کہ کیا میرا وہاں آنا ممکن ہے جرمنی ہو یا برطانیہ ہو یا کوئی اور ملک ہو، Covid سے پہلے میں مساجد کے افتتاح کے لئے جایا کرتا تھا لیکن یہاں Zion میں ایک خاص چیز ہے جیسا کہ آپ نے نمائش میں بھی دیکھا ہے تو یہ بھی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا میں عام طور پر مساجد کا افتتاح کرتا ہوں اور وہاں اپنی جماعت کے افراد سے ملتا ہوں۔ اس طرح ان کی حوصلہ افزائی

ہوتی ہے اور میں انہیں نصائح کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ مسجد کی تعمیر کا مقصد کیا ہے یہ نہ ہو کہ آپ صرف اس کو عارضی طور پر یا کچھ خاص ہونے کی وجہ سے منائیں بلکہ اصل یہ ہے کہ ہماری زندگی اور ہمارے دین کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ مساجد اسی مقصد کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں اور میں اپنے لوگوں کو یاد دلاتا ہوں کہ انہیں صرف مسجد کی تعمیر پر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ انہیں حقیقت میں یہ احساس ہونا چاہئے کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے تو اس طرح ان کی راہنمائی ہوتی ہے اور پھر وہ اپنے آپ میں تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں۔

- جرنلسٹ نے دوسرا سوال کیا کہ اس مسجد کا نام فتح عظیم ہے اس سے کیا مراد ہے، فتح کس کی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا اگر آپ یہ نمائش دیکھیں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ مسیح محمدی اور نام نہاد مسیح کا مقابلہ کیسے شروع ہوا۔ چنانچہ یہی دعاؤں کا مقابلہ تھا جس کا اعلان بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا۔ پہلے آپ نے ڈوئی کو نصیحت کی کہ تم انبیاء اور مقدس لوگوں کے خلاف یہ غلیظ زبان نہ استعمال کرو لیکن وہ آپ کے خلاف بدزبانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے کہہ دیا کہ میں دعا کروں گا کہ پوری امت مسلمہ اور ہر مسلمان تباہ ہو جائے۔ اس پر بانیٔ جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ پورے مذہب کو تباہ کرنے کی بجائے ہم دو لوگ ہیں اس لئے ایک دوسرے کے خلاف دعا کرتے ہیں اور پھر دعاؤں کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ اس مباہلہ میں فتح تمہاری ہو گی اور پھر بالآخر ایسا ہی ہوا۔ تو فتح عظیم کا یہ نام آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا۔ چنانچہ جب ہم نے یہ مسجد بنائی تو جماعت نے اس کا نام رکھنے کی درخواست کی تو اس پر میں نے کچھ نام تجویز کئے اور جماعت سے کہا کہ کوئی ایسا نام منتخب کریں جس کو امریکہ کے باشندے آسانی سے بول سکتے ہوں لیکن مقامی جماعت نے اصرار کیا کہ یہ نام فتح عظیم اس مسجد کے لئے مناسب ہے پھر میں نے اس کی منظوری دی تو اس طرح اس مسجد کا نام فتح عظیم رکھا گیا۔

- پھر جرنلسٹ نے سوال کیا کہ امریکہ کے باشندوں کے لئے اس مباہلہ کا واقعہ جاننا کیوں ضروری ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا یہ صرف امریکہ کے باشندوں کے لئے ہی اہم نہیں ہے بلکہ یہ سب کے لئے اہم ہے۔ ہر امریکی تاریخ میں دلچسپی نہیں رکھتا لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بہت شوقین ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ انہیں اپنے ملک میں رہنے والے مختلف لوگوں کی تاریخ اور مختلف مذاہب اور اس کے پس منظر کے بارے میں جاننا چاہئے اس لئے جو لوگ دلچسپی رکھتے ہیں وہ یہاں آئیں اور ہماری تاریخ جانیں اور یہ کہ یہ کسی ایک مذہب کی فتح نہیں ہے دراصل لوگوں کو یہ بتانے کی فتح ہے کہ خدا کا سچا بندہ کون ہے اور یہ کہ ایک دوسرے کے خلاف کوئی گالم گلوچ نہیں کرنی چاہئے۔ ہمیں تمام مذاہب کا احترام کرنا چاہئے یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے اور یہی بات بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کہی ہے کہ تم ایک دوسرے کا احترام کرو اور یہ کہ انسان کی پیدائش کا اصل مقصد اللہ کی عبادت ہے اس لئے آپ کو جو بھی طریقہ ہے جس مذہب کو بھی آپ مانتے ہیں آپ اس اصل مقصد کے مطابق عمل کرو لیکن دوسرے لوگوں کے خلاف غلیظ زبان یا گالی گلوچ کا استعمال نہ کریں۔ تو اب جب ہم اس تاریخ کو لوگوں کے سامنے بیان کریں گے، تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں اور مذہب سے دلچسپی رکھنے والوں کا معلوم ہو گا کہ یہ سب کچھ ایسا ہی ہوا۔

- بعد ازاں جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ کے مطابق لوگوں پر اس مباہلہ کے کیا اثرات ہوں گے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا کام اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اور اسلام کہتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے اور آپ کسی کو اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے اور جو لوگ اسلام قبول نہیں کرتے وہ کم از کم یہ سمجھ لیں گے کہ اسلام ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے اور اپنے فرائض ادا کرنے کا کہتا ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کہا کہ میرے آنے کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور اللہ تک پہنچانا ہے۔ انہیں یہ سمجھانا ہے کہ اللہ کی عبادت کیسے کرنی ہے اور اللہ کی عبادت کیوں کرنی ہے اور اپنے خالق کے سامنے جھکنا ہے اور دوسرا مقصد لوگوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا احساس دلانا ہے۔ لوگوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ انہیں ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنا چاہئے اور یہی بات قرآن کریم سکھاتا ہے اور یہی ہم مانتے ہیں اور یہی ہے جس کی ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

- پھر جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ کیا اب بھی دنیا میں Organized Religion یعنی منظم مذہب کا کوئی کردار ہے، کیا مذہب امن کی آواز بن سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا ہم کہتے ہیں کہ دین کا مقصد کسی کو ڈرانا نہیں ہے جیسا کہ میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ دو مقاصد کے لئے دنیا میں ظاہر ہوئے اور آپ نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو زندہ کرنے کا دعویٰ کیا اور یہ تعلیم دو اصولوں پر مشتمل ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ اس لئے اگر آپ ان دونوں فرائض کو جانتے ہیں تو پھر ہم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم زبردستی کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم جس کی تبلیغ کرتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ ہم اس قسم کے جنونی ملاں شر پسند نہیں ہیں جو معاشرے کا امن خراب کر رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں امن سے رہنا چاہئے اور ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ تم ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرو۔ قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ تم بت پرستوں کے خلاف کوئی بدزبانی بھی نہ کرو کیونکہ وہ انتقام میں اللہ کے خلاف وہی زبان استعمال کریں گے۔ اس لئے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا جہاں تک مسجد کا مقصد ہے اور ہم کس طرح رہتے ہیں۔ ہم یہاں کیا کرنے جا رہے ہیں میں اپنے خطاب میں بھی بیان کروں گا۔ یہ انٹرویو چھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس سیشن میں 32 فیملیز کے 152 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ ان سبھی افراد نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج زائن کی جماعت کے علاوہ Indian Oshkosh Milwaukee 10WA شکاگو، سیاٹل، Silicon Valley کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز نے بھی شرف ملاقات پایا۔

بعض فیملیز بڑا طویل سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ سیاٹل سے آنے والے 2014 میل اور Silicon Valley سے آنے والی فیملیز 2190 میل کا سفر طے کر کے آئی تھیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فتح عظیم میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

(کمپوزر: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ

قائداعظم محمد علی جناح

(قند مکرر)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٧﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٨﴾

(الرحمٰن:27-28)

پاکستان کے بانی اور پہلے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح کی اچانک اور المناک وفات کی خبر ساری دنیا میں پہنچ کر مرنے والے لیڈر کے لئے جسے قائداعظم کا خطاب ملا تھا، خراج تحسین وعقیدت حاصل کر چکی ہے۔جیسا کہ قرآنی آیت مندرجہ عنوان میں بتایا گیا ہے۔ خدا کے سوا دنیا کی ہر چیز فانی ہے البتہ وہ چیز جسے خدا نے اپنی خاص توجہ سے دائمی بقا کے لئے چن لیا ہو وہ ضرور باقی رہتی اور خدا کے قیوم ہونے کا عملی ثبوت مہیا کرتی ہے۔اس اصول کے ماتحت انسان کا مادی جسم فانی قرار دیا گیا ہے اور اس کی روح ہمیشہ کی زندگی پانے والی قرار پائی ہے۔ پس گو قائداعظم کا جسم خاکی سپرد خاک ہو کر اپنے دنیوی دورِزندگی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر چکا ہے مگر ان کی روح اپنے اچھے اور شاندار اعمال کے ساتھ زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔

میرا احساس ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ دنیا کی دینی اور روحانی حیات اور ترقی کے لئے انبیاء ومرسلین کا وجود پیدا کرتا رہتا ہے۔اسی طرح وہ بعض اوقات دنیا کی مادی اور قومی اور سیاسی اور علمی ترقی کے لئے بھی بعض خاص خاص وجود پیدا کرتا ہے۔کیونکہ گو انسانی زندگی کا اصل مقصد خدا کا تعلق ہے مگر اس بات میں کیا شک ہے کہ اس تعلق سے اتر کر دنیا کی مادی اور علمی ترقی بھی خدا کی توجہ کے دائرہ سے باہر نہیں سمجھی جاسکتی۔ ظاہر ہے کہ جب دین کے علاوہ خدا نے اس دنیا کے تمام مفید شعبوں کو بھی چلانا اور ترقی دینا ہے تو پھر اس کی نصرت کا دائرہ صرف اُخروی امور تک ہی محدود نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ خدا اپنی باریک در باریک حکیمانہ قدرت سے ہر دنیوی میدان کی ترقی کے لئے بھی سامان پیدا فرماتا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کی بہت سی مفید ایجادیں بھی ایک رنگ کے غیبی القاء اور خدائی نصرت کے ماتحت وقوع میں آئی ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نہ صرف مخصوص دینی اور روحانی میدان میں بلکہ ہر قسم کے میدان میں جو بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو، اپنے بعض بندوں کی نصرت فرما کر انسانیت کی ترقی کا سامان پیدا کرتا ہے اور یقیناً اس کی یہ سنت مسلمانوں کے ساتھ زیادہ مخصوص ہے۔کیونکہ وہ اس کے محبوب رسول اور اولین وآخرین کے سردارؐ کی طرف منسوب ہونے والی قوم ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت نے قائداعظم محمد علی جناح کو بھی اسی رنگ میں اپنی خاص نصرت سے نوازا اور ان کے ذریعہ اس برِّعظیم کے مسلمانوں کا سیاسی شیرازہ غیر معمولی رنگ میں متحد کر دیا۔ قائداعظم میں بہت سی خوبیاں تھیں مگر ان کا جو کام سب سے زیادہ نمایاں ہو کر نظر آتا ہے وہ یقیناً یہی ہے کہ ان کے ذریعہ مسلمانانِ ہندوستان (میری مراد تقسیم سے پہلے کا ہندوستان ہے۔) اپنے سیاسی اتحاد کی لڑی میں پروئے گئے جو اس سے پہلے بالکل مفقود تھا۔لوگ کہتے ہیں کہ قائداعظم کا سب سے بڑا کارنامہ پاکستان کا وجود ہے۔میں کہتا ہوں کہ بیشک پاکستان کا وجود ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو غالباً دنیائے سیاست میں عدیم المثال سمجھا جاسکتا ہے۔مگر میری نگاہ قائداعظم محمد علی جناح کے اس کارنامہ کی طرف زیادہ اٹھتی ہے جو خود تو پاکستان نہیں مگر پاکستان کو وجود میں لانے کا سب سے بڑا بلکہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے گویا واحد ذریعہ ہے۔میری مراد مسلمانوں کا سیاسی اتحاد ہے جس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اتحاد میں وہ برکت اور وہ طاقت ہے جو دنیا کی اور کسی چیز کو حاصل نہیں۔ قائداعظم سے پہلے ہندوستان کے مسلمان سیاسی لحاظ سے ایک منتشر گلّہ کی صورت میں تھے جس کی بھیڑیں دو دو چار چار کی ٹولیوں میں اِدھر اُدھر پھرتی ہوئی جنگل کے بھیڑیوں کا شکار ہو رہی تھیں اور جو چاہتا ان کی جس ٹولی کو پکڑ کر اپنے پیچھے یا کسی دوسرے کے پیچھے لگا لیتا تھا اور اس طرح مسلمانوں کے سوادِاعظم کا سارا زور آپس کے تفرقہ اور انشقاق کی نذر ہو رہا تھا اور اسلام کا ہوشیار دشمن مسلمانوں کی اس کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں مصروف تھا۔مگر خدا نے ہاں ہمارے علیم وقدیر خدا نے محمد علی جناح کو یہ توفیق عطا کی کہ اس کے ذریعہ ہندوستان کے پچانوے فی صدی مسلمان سیاسی اتحاد کی لڑی میں پروئے گئے اور جب یہ اتحاد قائم ہو گیا تو پھر اس اتحاد کا وہ لازمی اور طبعی نتیجہ بھی فوراً ظہور میں آگیا جو ازل سے مقدر تھا یعنی دشمن نے ہتھیار ڈال کے مسلمانوں کے متحدہ مطالبہ کو مان لیا۔کیونکہ دس کروڑ کی قوم کے متحدہ مطالبہ کو رد کرنا دنیا کی کسی طاقت کے اختیار میں نہیں ہے۔پس میں قائداعظم کے کارناموں میں مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کو نمبر 1 پر رکھوں گا اور پاکستان کے وجود کو نمبر 2 پر اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر عقلمند شخص میرے اس نظریہ سے اتفاق کرے گا۔

مسلمانوں کے سیاسی اتحاد اور پاکستان کے وجود کے بعد قائداعظم محمد علی جناح کا سب سے بڑا کام اور سب سے بڑا وصف ان کا عزم اور استقلال تھا۔دنیا جانتی ہے کہ ان کے رستہ میں بعض اوقات ایسی ایسی مشکلات آئیں کہ وہ اکثر انسانوں کو بے دل کرنے اور ہمت ہار کر سمجھوتہ کر لینے پر مجبور کر دیتی ہیں مگر قائداعظم محمد علی جناح ہمیشہ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے اور مسلمانوں کی کشتی کو نہایت عزم اور استقلال کے ساتھ چلاتے اور ارد گرد کی چٹانوں سے بچاتے ہوئے منزل مقصود پر لے آئے بعض اوقات درمیان میں ایسے نازک مواقع بھی آئے کہ جب دنیا نے انہیں بظاہر سمجھوتے کی طرف مائل ہوتے ہوئے محسوس کیا اور گو وقتی حالات کے ماتحت وقتی سمجھوتے قابل اعتراض نہیں ہوتے مگر بعد کے حالات نے بتا دیا کہ یہ صرف دشمن کے ساتھ گفت وشنید کا ایک حکیمانہ انداز تھا اور یہ کہ آخری مقصد کو کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ریڈیو کی رپورٹ کے مطابق دہلی کے مشہور اخبار ہندوستان ٹائمز نے مسٹر جناح کی وفات پر تبصرہ کرتے ہی یہ الفاظ لکھے ہیں کہ مسٹر جناح نے دنیا کے سب سے بڑے سیاستدان (غالباً پنڈت نہرو کی طرف اشارہ ہے یا شاید مسٹر گاندھی مراد ہوں) کے ساتھ زور آزمائی کی اور اس مقابلہ میں فتح پائی۔

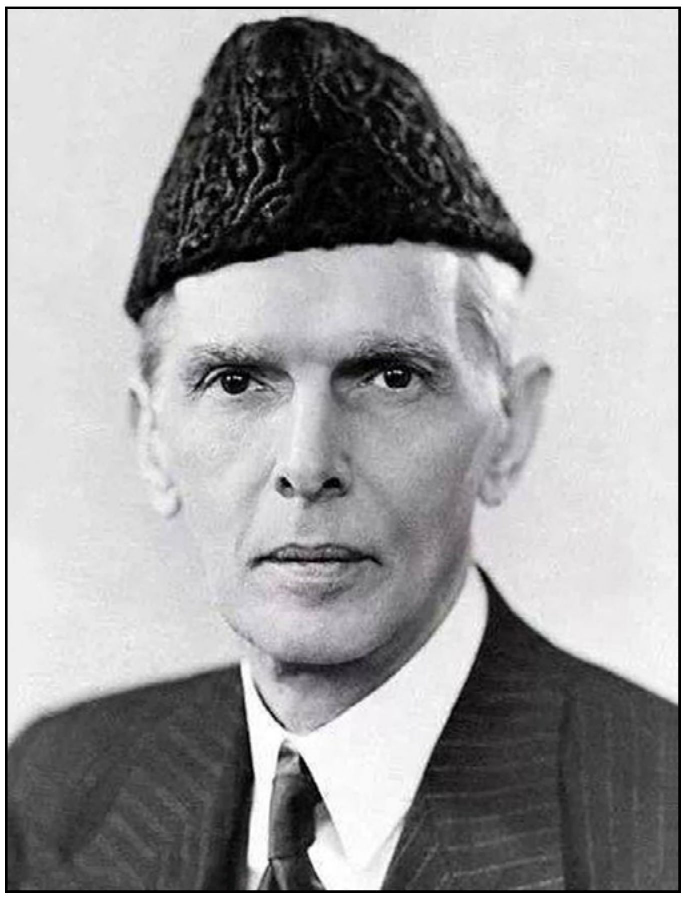

قائداعظم محمد علی جناح کا تیسرا نمایاں وصف ہر قسم کی پارٹی بندی سے بالا ہو کر غیر جانبدارانہ انصاف پر قائم رہنا تھا۔یہ وصف بھی قومی ترقی اور ملکی استحکام کے لئے نہایت ضروری چیز ہے اور پاکستان کے سب سے پہلے گورنر جنرل نے اس معاملہ میں بہترین مثال قائم کر کے پاکستان کی حکومت کے لئے ایک دائمی مشعلِ راہ پیدا کر دی ہے۔ قائداعظم کے نزدیک پاکستان کے شیعہ اور سنی، احمدی اور اہل حدیث، پارسی اور عیسائی اور پھر نام نہاد اچھوت اور غیر اچھوت سب ایک تھے اور ان کے لئے صرف یہی ایک معیار قابل لحاظ تھا کہ ایک شخص کام کا اہل ہو اور یہ وہی زریں معیار ہے جس کی طرف قرآن شریف نے ان مبارک الفاظ میں توجہ دلائی ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ

(النساء:59)

یعنی اے مسلمانو! خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ چونکہ حکومت کے عہدے ایک ملکی امانت ہیں۔پس تم ہمیشہ اس امانت کو اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو خواہ وہ کوئی ہوں اور پھر جو شخص کسی عہدہ پر مقرر ہو اس کا فرض ہے کہ سب لوگوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرے۔

مرنے والے لیڈر میں خوبیاں تو بہت تھیں مگر میں اس جگہ صرف ان تین بنیادی خوبیوں کے ذکر پر ہی اکتفا کرتا ہوں یعنی اتحاد وتنظیم، عزم واستقلال اور غیر جانب دارانہ انصاف، اور میں پاکستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان خوبیوں کو اپنا مشعلِ راہ بنائیں۔کیونکہ قائداعظم محمد علی جناح کی یہی بہترین یادگار ہو سکتی ہے کہ ان کے نیک اوصاف کو زندہ رکھا جائے اور در اصل دنیا میں وہی شخص زندہ رہتا ہے جس کی قوم اس کی یاد کو زندہ رکھتی ہے۔

(مطبوعہ الفضل 16/ستمبر 1948ء)

(مضامین بشیر جلد 2 صفحہ 349-351)

ماہد احمد

میرے والد محترم
راشد جاوید مرحوم

میرے پیارے والد راشد جاوید صاحب مورخہ 7اگست 2022ء کو ہمارے خاندان کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ آپ عرصہ تین سال سے گردوں کی بیماری میں مبتلا تھے۔ آپ کی اچانک طبیعت خراب ہونے سے آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کی خبر ہمارے خاندان کے لیے ایک بڑا گہرا صدمہ ہے۔

آپ مکرم چوہدری مبارک احمد کے بیٹوں میں سے بڑے بیٹے تھے۔

آپ 25دسمبر 1973ء کو گوکھوال 276میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کے دادا چوہدری عرفان احمد مرحوم نے بہت خوشی کی اور آپ کی دادی جان اقبال بیگم صاحبہ مرحومہ نے آپ کو اپنے بیٹوں سے زیادہ پیار کیا کیونکہ میرے دادا جان چوہدری مبارک احمد مرحوم جب آپ 11سال کے تھے تو ان کی وفات ہوگئی تھی۔ اس لیے میرے والد صاحب کو ان کی دادی جان اور چچا جان اور ان کی والدہ نے بہت لاڈ پیار سے پالا تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گوکھوال سے حاصل کی پھر آپ اپنی پھوپھی جان کے پاس اوکاڑہ چلے گئے اور آپ نے اوکاڑہ سے ہی ایف ایس سی F.S.C مکمل کیا لیکن گھر کے حالات کی وجہ سے آگے تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔

آپ نے ڈیزائننگ کا کورس کیا اور پھر فیصل آباد میں ہی کام شروع کر دیا۔ آپ کی والدہ کی وفات کے فوراً بعد جماعت کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو نوکری سے نکال دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی آپ نے اپنا گھر بڑی عقلمندی سے چلایا۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے باپ، شوہر اور اعلیٰ درجہ کے بھائی تھے۔ نہایت محبت کرنے والے، نہایت ہی شفیق۔ ملنسار، وفا شعار، اعلیٰ ظرف، نہایت ہی صابر و شاکر اور فرشتہ صفت انسان تھے۔ میرے والد صاحب اپنوں کے علاوہ غیروں سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔ آپ گاؤں کی مسیح برادری سے بھی بہت تعاون کرتے۔ ان کے بچوں کو تعلیم دلوانے کے لیے بھی کوششیں کرتے۔ میرے والد صاحب کے جنازے پر بہت زیادہ غیراز جماعت اور مسیحی برادری کے لوگوں نے بھی شرکت کی۔ آپ کا ان سے پیار ہی تھا کہ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ راشد صاحب بہت اچھے انسان تھے۔ مجھے یہ سن کر بہت سکون اور خوشی ہوئی کہ میرے والد صاحب کو لوگ اچھے الفاظ میں یاد کر رہے ہیں۔ یہ سب میرے پاپا کے بڑوں کی تربیت کا اثر تھا۔ میرے والد صاحب جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ نے گوکھوال 276 کی مسجد مبارک کی تعمیر میں بہت کام کیا اور ہر کام نہایت ایمانداری سے کروایا۔ دن رات محنت کی، کیونکہ میرے والد صاحب سیکرٹری مال بھی تھے۔ آپ

سات سال سیکرٹری مال کے عہدے پر خدمت کرتے رہے۔ آپ صدر جماعت گوکھوال 276 بھی رہے۔ آپ اپنی بیماری کی وجہ سے اپنا دور صدارت مکمل نہ کر سکے۔ آپ سیکرٹری وقف نو بھی رہے۔ آپ بہت مہمان نواز تھے اس لیے جو بھی مربی صاحب ڈیوٹی کے لیے آتے ان کی ہر لحاظ سے بہت خدمت کرتے تھے۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو اپنی رحمت، محبت اور عافیت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

میرے والد صاحب نے سوگواران میں ماہد احمد بیٹا عمر 13سال، ایک بیٹی رمیزا راشد عمر 4سال اور میری والدہ محترمہ طاہرہ حسین چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ان کی طرف سرکاری سمن آیا جس میں یہ لکھا تھا کہ آپ پر بعض لوگوں کی طرف سے ایک الزام لگایا گیا ہے، اس کی جواب دہی کے لیے آپ فوراً حکومت کے سامنے حاضر ہوں۔ وہ یہ سن کر حیران رہ گئے کیونکہ وہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے مگر چونکہ سرکاری سمن تھا وہ چل پڑے۔ دس میل گئے ہوں گے کہ آندھی آئی، اندھیرا چھا گیا، آسمان پر بادل اُمڈ آئے اور بارش شروع ہوگئی۔ وہ اس وقت ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے جس میں دور دور تک آبادی کا کوئی نشان تک نہ تھا صرف چند جھونپڑیاں اس جنگل میں نظر آئیں۔ وہ ایک جھونپڑی کے قریب پہنچے اور آواز دی کہ اگر اجازت ہو تو اندر آجاؤں۔ اندر سے آواز آئی کہ آجایئے۔ انہوں نے گھوڑا باہر باندھا اور اندر چلے گئے۔ دیکھا تو ایک اپاہج شخص چارپائی پر پڑا ہے۔ اس نے محبت اور پیار کے ساتھ انہیں اپنے پاس بٹھا لیا اور پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے اور آپ کس جگہ سے تشریف لا رہے ہیں؟ انہوں نے اپنا نام بتایا اور ساتھ ہی کہا کہ بادشاہ کی طرف سے مجھے ایک سمن پہنچا ہے جس کی تعمیل کے لئے میں جا رہا ہوں اور میں حیران ہوں کہ مجھے یہ سمن کیوں آیا ہے کیونکہ میں نے کبھی دنیوی جھگڑوں میں دخل نہیں دیا۔ وہ یہ واقعہ سن کر کہنے لگا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ یہ سامان اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے پاس پہنچانے کے لئے کیا ہے۔ میں اپاہج ہوں۔ رات دن چارپائی پر پڑا رہتا ہوں، مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں لیکن میں نے اپنے دوستوں سے آپ کا کئی بار ذکر سنا اور آپ کی بزرگی کی شہرت میرے کانوں تک پہنچی میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کیا کرتا تھا کہ یا اللہ! قسمت والے تو وہاں چلے جاتے ہیں، میں غریب مسکین اور عاجز انسان اس بزرگ کے قدموں تک کس طرح پہنچ سکتا ہوں۔ تُو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرما کہ میری ان سے ملاقات ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سمن کے بہانے اللہ تعالیٰ آپ کو محض میرے لئے یہاں لایا ہے۔ ابھی وہ یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ باہر سے آواز آئی بارش ہو رہی ہے اگر اجازت ہو تو اندر آجاؤں۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور ایک شخص اندر آیا۔ یہ سرکاری پیادہ تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا بادشاہ کی طرف سے مجھے حکم ملا ہے میں فلاں بزرگ کے پاس جاؤں اور ان سے کہوں کہ آپ کو بلانے میں غلطی ہوگئی ہے دراصل وہ کسی اور کے نام سمن جاری ہونا چاہیے تھا مگر نام کی مشابہت کی وجہ سے وہ آپ کے نام جاری ہوگیا۔ اس لیے آپ کے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات سن کر وہ اپاہج مسکرایا اور اس نے کہا دیکھا! میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ محض میرے لئے یہاں لایا ہے۔ سمن محض ایک ذریعہ تھا جس کی وجہ سے آپ میرے پاس پہنچے۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے۔

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا جو لوگ ہم میں ہو کر اور ہم سے مدد مانگتے ہوئے اپنے مقاصد کے لئے جدوجہد کرتے ہیں ہم اس مقصد کے حصول کے لیے ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں۔

(سیر روحانی جلد دوم صفحہ 129)

رپورٹ: عامر حسین خالد محمود۔ قائد اشاعت ناروے

سہ روزہ نیشنل پکنک مجلس انصار اللہ ناروے

(مؤرخہ 2 تا 4/ ستمبر 2022ء)

گزشتہ چند سالوں سے مجلس انصار اللہ ناروے کی روایت رہی ہے کہ مرکزی سطح پر سال میں ایک مرتبہ سیر و تفریح کا پروگرام بنایا جاتا ہے جس میں مرکز سے دور huts کرایہ پر لے دو تین دن قیام کیا جاتا ہے۔ یہ پروگرام انصار میں بہت مقبول ہے اور انصار اس پروگرام کے منتظر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال اس میں شاملین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کرونا کی وبا کی وجہ سے 2019 کے بعد ایسا پروگرام نہ بن سکا تھا۔ امسال وبا میں کافی حد تک کمی ہونے کی وجہ سے مجلس انصار اللہ ناروے نے ایک بار پھر ایسا پروگرام تشکیل دیا جس میں 63 افراد شامل ہوئے۔ مکرم رانا طاہر محمود صاحب قائد صحت جسمانی کی زیر نگرانی 6 ممبران کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے شروع سال سے ہی اس پر کام شروع کر دیا۔ پروگرام کے لئے اوسلو سے تقریباً 250 کلومیٹر جنوب مغرب میں ایک پُر فضا مقام Gautefall (Treungne Kommune) کا انتخاب ہوا۔ جہاں پر 3 بڑے Huts کرایہ پر حاصل کئے گئے۔ جہاں سوئمنگ پول سمیت ہر قسم کی سہولت موجود تھی۔

دو منی بسیں کرایہ پر لی گئیں۔ مورخہ 2/ ستمبر بروز جمعہ 5 بجے سہ پہر تمام انصار مسجد بیت النصر اوسلو میں اکٹھے ہوئے جہاں پر ریفریشمنٹ کے بعد چھوٹی بڑی تقریباً 12 گاڑیوں کا قافلہ 6 بجے دُعا کے ساتھ سفر کیلئے روانہ ہوا۔ مکرم کمال یوسف صاحب نے دعا کروائی۔ نماز مغرب وعشاء دورانِ سفر ادا کی گئیں۔ تقریباً 10 بجے رات تمام احباب بخیر و عافیت منزل پر پہنچ گئے۔ وہاں پر رات کے طعام کا انتظام کیا گیا تھا جس کے لئے نائب صدر دوم مکرم طلعت محمود صاحب کی زیر قیادت ضیافت کی 9 ممبران پر مشتمل ٹیم ایک دن پہلے ہی ضروری ساز و سامان کے ساتھ وہاں پہنچ چکی تھی۔ بہت ہی لذیذ کھانے کے بعد صدرِ مجلس مکرم و محترم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے ضروری ہدایات دیں اور انصار کو تلقین کی کہ جہاں وہ

اس پروگرام سے لطف اندوز ہوں وہاں وہ ایک دوسرے سے تعارف بھی حاصل کریں نیز گھر سے دور اس ماحول میں خود سے بھی ملاقات کریں اور اپنا محاسبہ کریں۔ مکرم رانا مبشر محمود صاحب قائد عمومی نے تمام انصار کی رہائش گاہ کی تفصیل بتائی۔ اور رات تقریباً ساڑے گیارہ بجے تمام احباب اپنے اپنے کمروں میں آرام کے لئے چلے گئے۔

بروز ہفتہ صبح 4:30 بجے نماز تہجد سے پہلے صلِّ علیٰ کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم بشارت احمد صابر صاحب نے نماز تہجد اور نماز فجر پڑھائی۔ جس کے بعد مکرم و محترم کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ سکنڈے نیویا نے درس دیا۔ جس کے بعد کچھ احباب مزید آرام کے لئے اپنی اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے، کچھ صبح کی سیر کے لئے اور کچھ huts میں موجود سوئمنگ پول میں نہانے کے لیے چلے گئے۔ 9 بجے ناشتہ جس میں حلوہ پوری، چنے، آلو کی بھُجیا اور روایتی نارویجئن ناشتہ شامل تھا، پیش کیا گیا۔ 11 بجے سیر کا پروگرام تھا جس میں 30 انصار شامل ہوئے۔ پہاڑ، جنگل اور پانی کے ساتھ ساتھ بہت ہی پُرسکون فضا میں ایک حد کے بعد 15 انصار آدھے فاصلہ میں رُک گئے جبکہ باقی 15 نے اپنا سفر جاری رکھا اور تقریباً 3 گھنٹے کی یہ سیر مکمل کی۔ ایک چوٹی پر پانی کے کنارے صدر صاحب مجلس کی ایک تجویز پر سب احباب نے 10 منٹ تک خاموشی اختیار کی اور Nature کو محسوس کیا اور پھر باری باری انصار نے اظہار کیا کہ اُنہوں نے کیا محسوس کیا۔ یہ ایک بہت ہی دلچسپ عمل تھا۔ واپسی پر انصار کو کھانا پیش کیا گیا۔ 3:30 بجے نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد انصار کے مابین کلائی پکڑنا اور Handpress کے بہت ہی دلچسپ مقابلے ہوئے۔ 5 بجے تا 7 بجے کے دوران احباب نے Swimming میں حصہ لیا جہاں Swimming سکھائی بھی گئی۔ 7 بجے شام ڈنر پیش کیا گیا۔ ڈنر میں باربی کیو کا انتظام کیا گیا تھا، ساتھ آلو، سلاد اور چاول بھی پیش کئے گئے۔ انصار نے کھانے کو بہت پسند کیا۔ 9:30 بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد دو پروگرام رکھے گئے تھے۔ ان میں سے ایک صحت سیمینار تھا جس میں مکرم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب قائد تربیت نے بڑھتی عمر کے ساتھ پیدا ہونے والی جنسی امراض اور ان کے حل کے بارہ میں پریزنٹیشن پیش کی۔ آخر میں ڈاکٹر صفدر محمود صاحب، ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

اور ڈاکٹر نور قادر صاحب نے احباب کے سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ یہ پروگرام تقریباً ایک گھنٹے سے زائد کا تھا۔ اس کے فوراً بعد ادبی محفل کا انعقاد ہوا جس کی میزبانی کے فرائض مکرم بشارت احمد خان صاحب نے انجام دیئے اور اپنا کلام سنا کر پروگرام کا آغاز کیا اور بعد میں دیگر احباب نے نظم اور نثر کے بعض حصے پیش کئے جس میں مزاحیہ کلام شامل تھا۔ حاضرین نے ادبی محفل کو بہت پسند کیا۔ تقریباً 11:45 بجے رات یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اور احباب اپنی اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

بروز اتوار صبح 4:30 بجے نماز تہجد کیلئے صلّ اعلیٰ اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم و محترم کمال یوسف صاحب نے درس دیا۔ جس کے بعد کچھ دوستوں نے مزید آرام کیا، کچھ نے صبح کی سیر کی اور کچھ نے سوئمنگ کی۔ 9 بجے ناشتہ تقسیم ہوا۔ ناشتے کے بعد احباب نے اپنا سامان وغیرہ سمیٹا اور ضروری صفائی وغیرہ کی جس کے بعد 11 بجے واپس روانگی کا پروگرام تھا۔ دُعا کے ساتھ واپسی کا سفر شروع ہوا۔ نماز ظہر وعصر دورانِ سفر ادا کی گئی اور دوپہر کا کھانا بھی دورانِ سفر تقسیم ہوا۔ واپسی کے راستہ میں Sandefjord Kommune میں موجود ایک Hvalfangstmuseet کا بہت ہی معلوماتی دورہ کیا۔ اس میں ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کیا گیا تھا نیز ایک پورے کمرے میں ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں معلومات درج تھیں۔

تقریباً 5 بجے شام بیت النصر اوسلو بخیر و عافیت پہنچے۔ اور وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام ہر لحاظ سے بہت ہی شاندار رہا جہاں اعلیٰ نظم ضبط، معلوماتی سیمینار، صحت مند سرگرمیوں کے علاوہ ضیافت کی ٹیم نے بہترین اور لذیز کھانے پیش کئے۔ تمام شاملین نے ہر پروگرام کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ ہمیں ان پروگراموں سے اپنی جسمانی صحت کے علاوہ روحانی طور پر ترقی کرنے کی توفیق دے۔ آمین

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت والی درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: فرمان خلیفہٴ وقت...... از صفحہ 1

یہ تحفہ فلاں مومن کی طرف سے آیا ہے۔'' (یہ درود کا تحفہ جو دل سے پڑھا گیا ہے یہ فلاں مومن کی طرف سے آیا ہے) ''اس پر ان کے دل میں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں) ہمارے متعلق دعا کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی وجہ سے ہمیں اپنی برکات سے حصہ دیتا ہے۔''

فرمایا کہ ''مَیں اپنے متعلق بتاتا ہوں کہ جب بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر پر دعا کرنے کے لئے آتا ہوں مَیں نے یہ طریق رکھا ہوا ہے کہ پہلے مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کیا کرتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے دعا کرتا ہوں اور دعا یہ کرتا ہوں کہ یا اللہ! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو مَیں اپنے ان بزرگوں کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کرسکوں۔ میرے پاس جو چیزیں ہیں وہ انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ البتہ تیرے پاس سب کچھ ہے اس لئے میں تجھ سے دعا اور التجا کرتا ہوں کہ تُو مجھ پر احسان فرما کر میری طرف سے انہیں جنت میں کوئی ایسا تحفہ عطا فرما جو اس سے پہلے انہیں جنت میں نہ ملا ہو۔ تو وہ ضرور پوچھتے ہیں کہ یا اللہ! یہ تحفہ کس کی طرف سے آیا۔'' (جب اللہ تعالیٰ تحفہ دے گا تو وہ ضرور پوچھیں گے کہ یہ تحفہ کس کی طرف سے آیا) ''اور جب خدا انہیں یہ بتاتا ہے کہ کس کی طرف سے آیا تو اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس طرح دعا کرنے والے کے مدارج بھی بلند ہوتے ہیں اور یہ بات قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ اسلام کا مسلّمہ اصل ہے اور کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ دعائیں مرنے والے کو ضرور فائدہ پہنچاتی ہیں۔ قرآن کریم نے بھی فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ (النساء: 87) کہہ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جب تمہیں کوئی شخص تحفہ پیش کرے تو تم اس سے بہتر تحفہ اسے دو۔ ورنہ کم از کم اتنا تحفہ تو ضرور دو جتنا اس نے دیا۔ قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے دعا کریں گے اور ان پر درود اور سلام بھیجیں گے تو خدا تعالیٰ ہماری طرف سے اس دعا کے نتیجے میں انہیں کوئی تحفہ پیش کر دے گا۔ ہم نہیں جانتے کہ جنّت میں کیا کیا نعمتیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو ان نعمتوں کو خوب جانتا ہے اس لئے جب ہم دعا کریں گے کہ الٰہی! تُو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایسا تحفہ دے جو اس سے پہلے انہیں نہ ملا ہو تو یہ لازمی بات ہے کہ جب وہ تحفہ انہیں دیا جاتا ہو گا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی بتایا جاتا ہو گا کہ یہ فلاں شخص کی طرف سے تحفہ ہے۔ پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ اس علم کے بعد وہ چُپ کر کے بیٹھے رہیں اور تحفہ بھجوانے والے کے لئے دعا نہ کریں۔ ایسے موقع پر بے اختیار ان کی روح اللہ تعالیٰ کے آستانے پر گر جائے گی اور اور کہے گی کہ اے خدا! اب تو ہماری طرف سے اس کو بہتر جزا عطا فرما۔ اس طرح فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ۔ کے مطابق وہ دعا پھر درود بھیجنے والے کی طرف لوٹ آئے گی اور اس کے درجہ کی بلندی کا باعث ہو گی۔ پس یہ ذریعہ ہے جس سے بغیر اس کے کہ کوئی مشرکانہ حرکت ہو ہم خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور قوم بھی فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ گویا قومی اور فردی دونوں فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔''

(مزار حضرت مسیح موعودؑ پر دعا اور اس کی حکمت، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 190-192)

ایک تصحیح، ایک وضاحت

مؤرخہ 8/ اکتوبر 2022ء کے سیرت النبی خصوصی نمبر کے صفحہ 11 پر حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم مفتی سلسلہ کا علمی مضمون تبلیغ اور آنحضرتؐ کا اسوہٴ حسنہ شائع ہوا۔ اس کے آخر صفحہ 13 پر ارسال کردہ کا نام غلطی سے ملک فرید احمد لکھا گیا ہے۔ یہ مضمون آپ کے بیٹے مکرم ملک مجیب الرحمٰن آف امریکہ نے بھجوایا تھا اور یہ مضمون پہلی بار منظر عام پر آیا تھا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

ایڈیٹر

ایک سبق آموز بات

خطرہ

جو کوئی خطرہ مول نہیں لیتا وہ دراصل سب کچھ خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ زندہ ہونا موت کے خطرے سے منسلک ہے۔ کوشش کرنا ناکامی سے منسلک ہے۔ زندگی کسی ضمانت کے ساتھ نہیں ہوتی۔ مکمل تحفظ اکثر ایک وہم ہی ہوتا ہے۔ زندگی آسانی کا نام نہیں یہ صرف آج کل کے تاجروں کی اشتہاری مہم ہے جو صرف آپ کو وہ چیزیں خرید لینے پر بھی راضی کر لیتی ہے جن کی آپ کو بالکل بھی ضرورت نہیں ہوتی پہلے خطرے کا جھانسا دے کر پھر آپ کو اس سے تحفظ کی لالچ دی جاتی ہے۔ اگر ہر رگڑ پر بلبلا اٹھو گے تو ستاروں کی طرح چمکدار اور روشن کیسے ہو پاؤ گے؟

مرسلہ: کاشف احمد

طلوع وغروب آفتاب

17/اکتوبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:00	17:55
مدینہ منورہ	05:02	17:53
قادیان	05:12	17:54
ربوہ	04:52	17:34
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:00	18:07

فقہی کارنر

مامور من اللہ کی صحبت کا ثواب نفلی حج سے زیادہ ہے

حضرت نواب محمد علی صاحبؓ کے بعض استفسارات کے جواب میں حضورؑ (حضرت مسیح موعودؑ) نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

اگر آپ چالیس روز تک رُو بحق ہو کر بشرائط مندرجہ نشان آسمانی استخارہ کریں تو میں آپ کے لئے دعا کرونگا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے روبرو ہوتا، میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ ہی مشکل نہیں لوگ معمولی اور نفلی حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 351-352)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)